THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, the July 15, 2025
(352nd Session)
Volume XVII, No. 01
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XVII	SP.XVII (01)/2025
No. 01	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 1
3. Fateha 2
4. Questions and Answers 3
5. Leave of Absence 25
6. Point of Public Importance raised by Senator Mohsin Aziz regarding closure of Utility Stores Corporation of Pakistan. 29
7. Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Extradition (Amendment) Bill, 2025] 31
8. Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025] 31
9. Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025] 31
10. Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on a Point of Public Importance regarding shortage of water supply in Islamabad particularly in Sector G-6/4 32
11. Presentation of report of the Standing Committee on Federal Education and Professional Training on [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025] 32
12. Laying of the Capital Development Authority (Amendment) Ordinance, 2025 (Ordinance No.111 of 2025) 32
13. Laying of an authenticated copy of the Address of the President of Pakistan made under Clause 3 of Article 56 of the Constitution 33
14. Motion of Thanks on the President's Address 33
15. Calling Attention Notice raised by Senator Abdul Shakoor Khan regarding Alarming rise in polio cases across the country, especially in Balochistan 34
    - Syed Mustafa Kamal (Minister for National Health Services) 34
16. Calling attention notice raised by Senator Mohsin Aziz regarding the closure of large-scale manufacturing industries causing un-employment 38
    - Barrister Aqeel Malik, Minister of State for Law and Justice 41
    - Mr. Aqeel Malik (Minister of State for Law and Justice) 47
    - Senator Dost Muhammad Khan 48
17. Point of Public Importance raised by Senator Syed Waqar Mehdi regarding a recent incident of taking a Karachi-bound domestic passenger to Jeddah due to the negligence of a Private Airlines 48
18. Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding inflated airfare for flights to Quetta .. 51
19. Points of Public Importance raised by Senator Aimal Wali Khan regarding (i). transforming Frontier Constabulary into Federal Constabulary. And (ii). Killing of ANP leader Maulana Khanzeb 53
    - Barrister Aqeel Malik (Minister of State for Law) 57
20. Point of Public Importance raised by Senator Nadeem Bhutto regarding recent flash floods and efforts to manage climate change impacts 62
    - Senator Nadeem Ahmed Bhutto 62
    - Senator Zamir Hussain Ghumro 63
21. Point of Public Importance raised by Senator Danesh Kumar regarding public health issues in terms of no following the International best practice 65

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the July 15, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at seven minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾

ترجمہ: اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی تلاش کرو اور برسوں کا شُمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصِیل کر دی ہے۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورتِ کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اُسے نکال دکھائینگے جسے وہ کُھلا ہوا دیکھے گا (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ (سورۃ بنی اسرآءِیل : آیات ۱۲تا۱۴)

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: First of all, I would announce the Panel of Presiding Officers. In pursuance of Rule 14(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 352nd session of the Senate of Pakistan:

1. Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

2. Senator Shahadat Awan
3. Senator Samina Mumtaz Zehri

<u>Fateha</u>

Mr. Chairman: The House may offer fateha for former Senator Abbas Khan Afridi, innocent passengers travelling from Balochistan to Punjab, who were killed by Indian BLA, and the innocent citizens who lost their lives in flash flooding incident in Swat. Minister for Religious Affairs, please offer fateha for them.

جناب سردار محمد یوسف: جی جناب۔

جناب چیئرمین: جن کا میں نے نام لیا ہےاِن کے لیے فاتحہ پڑھ لیں۔

(اس موقع پر ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)

Mr. Chairman: Yes, please.

سینیٹر محسن عزیز: یہ ایک بہت اچھی روایت ہے کہ جب ہمارے sitting یا former senators وفات پا جاتے ہیں تو ایوان میں ان کے ایصالِ ثواب کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے سینیٹرز حضرات بیمار ہوں یا تکلیف میں مبتلا ہوں، ان کے لیے بھی دعا کی جائے۔ میں refer کر رہا ہوں Leader of the Opposition جناب شبلی فراز صاحب جو پچھلے بارہ تیرہ دنوں سے CCU میں موجود ہیں اور وہ اس وقت کافی زیادہ تکلیف میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سب بھائیوں کو چاہیے کہ اس وقت ان کی صحت یابی کے لیے دُعا کریں اگر آپ کی اجازت ہو۔

جناب چیئرمین: دیکھیں دُعا میں کوئی حرج نہیں۔ آپ کریں مگر tradition یہ نہیں ہے۔ tradition یہ ہے کہ کوئی اگر دُنیا سے رحلت فرما جائے تو اُن کے لیے دُعا کی جاتی ہے، ہم ویسے اُن کے لیے دُعا گو ہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! یہ اچھی بات ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ صرف مرنے پر دُعا ہو بیماری کے لیے بھی لوگ دُعا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ ایک نئی روایت شروع ہو جائے گی۔ میں نے اُن کو پھُول بھی بھجوائے ہیں۔

سینیٹر محسن عزیز: مرنا نہیں پڑتا، دُعا کرنی چاہیے کہ وہ Leader of the Opposition ہیں۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی لیڈر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: عرفان صدیقی صاحب آپ کو دُعا کرنے میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: دُعا ہم اُن کے لیے بھی کرتے ہیں اور جو دوسرے بیمار ہیں اُن کے لیے بھی کرتے ہیں۔ جو چیئرمین صاحب نے فرمایا ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چیئرمین صاحب نے ایک نشاندہی کی ہے۔ ایوان کی کچھ روایات ہوتی ہیں جو چل رہی ہوتی ہیں اس میں یہ ایک نئی روایت ہو گی۔ مرگ تو شاید سینیٹرز کی کچھ دنوں بعد ہوتی ہے، بیماریاں تو ہر روز ہوتی ہیں۔ یہ ایک سو کا ایوان ہے کوئی نہ کوئی ہر روز بیمار ہو گا اور اُس کے لیے ہر روز دُعا ہو گی ہم سب اُن کے لیے دُعا گو ہیں۔ ایک formality کی بنیاد نہ ڈالیں باقی ہم سب اُن کے لیے دُعا گو ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں میں دُعا گو ہوں اُن کے لیے مگر I don't want to make practice. Thank you. Any leave of absence? Question hour میں ایک مرتبہ لے لوں۔ ٹھیک ہے میں بعد میں Point of order لوں گا۔ وہ آپ Question hour کے بعد کریں میں ابھی لیتا ہوں۔ میں اُن کے بارے میں بھی بتاتا ہوں۔ دیکھیں جو وزیر صاحب بیٹھے ہیں it's a collective responsibility of the Cabinet وزیر صاحب بیٹھے ہیں it is his responsibility. میں آپ کو بتاؤں گا۔

Questions and Answers

Mr. Chairman: Now, we take up the questions. Question No.31 is in the name of Senator Rana Mahmood Ul Hassan.

تین وزیر بیٹھے ہیں آپ فکر نہ کریں۔ یہ جو Q.No.31 ہے رانا محمود الحسن صاحب کا Minister for Parliamentary Affairs have you read the Q.No.31

جناب بیرسٹر عقیل ملک: سوال نمبر۔

جناب چیئرمین: سوال نمبر-31

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! سوال نمبر-9 ہے۔

Mr. Chairman: Senator Rana Mahmood-Ul-Hassan is not here. Yes.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! Q.No.31 غالباً passport کا ہے۔

جناب چیئرمین: Q.No.31 رانا محمود الحسن صاحب کا ہے۔ He is not present. اور دوسرا سوال نمبر۔17 سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب یہ Inter-Faith Harmony سے related ہے۔

(Q.No.17)

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! جس وقت سوال پوچھا گیا تھا اس وقت تک موجودہ حج نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد موجودہ حج بھی ہو گیا۔اُس حوالے سے شاید پرانے حج والی بات اب پرانی ہو گئی ہے۔وقت کے حساب سے occasion نہیں ہے مگر جو موجودہ حج کے حوالے سے NTS کا ایک system introduce کروایا تھا اس حوالے سے شکایت آئیں اور وہ شکایت paper leak ہونے کی شکل میں بھی تھی اس پر کافی شور وغوغا ہوا مگر still اس کو address نہیں کیا گیا۔ NTS نے مل کر یا NTS کو جو لوگ head کرتے ہیں انہوں نے اس پر کسی طرح سے مٹی ڈالنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔وزیر صاحب سے گزارش یہ ہے کہ اس طرح کے معاملات نہ ہوں جس سے paper leak ہو جائیں اور پھر وہ کہیں کہ اتنا تو ہو جاتا ہے۔اتنا leakage کا امکان تو ہوتا ہے۔اس کا معاونین کے لیے مناسب طریقہ کار واضع کیا جائے۔

Mr. Chairman: Minister for Religious Affairs and Inter-Faith Harmony.

جناب سردار محمد یوسف: (وزیر برائے مذہبی امور وبین المذاہب ہم آہنگی) شکریہ، جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب نے خود ہی یہ کہا چونکہ یہ سوال 2024 کے حوالے سے تھا۔اس حوالے سے جتنی بھی selection ہوئی تھی وہ NTS کے ذریعے ہوئی تھی۔

(جاری---T02)

T02-15July2025 Tariq/Ed: Khalid. 04:20 pm

جناب سردار محمد یوسف---جاری---چونکہ یہ سوال 2024 کے حوالے سے تھا۔اس حوالے سے جتنی بھی selection ہوئی تھی وہ NTS کے ذریعے ہوئی تھی اور اس میں 500 select ہوئے تھے باقی سارے تو رہ گئے تھے کیونکہ پورے ملک سے، تمام محکموں اور وزارتوں سے 37000 لوگ آئے تھے۔ابھی فاضل سینیٹر صاحب جو پوچھنا چاہتے ہیں اس کا ذکر اس سوال میں نہیں تھا، اگر اس طرح کی کوئی شکایت اس کے بعد آئی ہے اور کوئی خامی رہ گئی ہے اس کی نشان دہی کریں۔اس مرتبہ ہم جو حج پالیسی بنا رہے ہیں اس میں ان شاءاللہ اس کا ازالہ بھی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: کامران صاحب،?any specific question

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب اس بابت ہم نے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کو اور ان کی وزارت کو بھی ایک خط لکھا تھا کہ NTS کے paper leakageکامسئلہ تھا لیکن اسے وہ ماننے سے انکاری تھے۔ باقی اس حوالے سے کوئیspecific question نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Question No.32, Senator Fawzia Arshad *Sahiba.*

<u>Q.No.32</u>

سینیٹر فوزیہ ارشد: بہت شکریہ۔ جناب میں نے جواب پڑھ لیا ہے۔ میرے ضمنی سوالات ہیں۔ جو رپورٹ سید محسن رضا نقوی صاحب کی جانب سے آئی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ steps are being taken by the CDA to address the impact of climate change on the water resources of the Federal Capital. At No.1, they have said that Rain Water Harvesting under the recharge well to increase groundwater resources and subsequently implement household-level measures through building by laws.اس کیtime linesکیا ہیں،by lawsکیا ہیں، کیا بنیں گے، ہمیں بتایا جائے؟

جناب چیئرمین: وزیر پارلیمانی امور، آپ اس کا جواب دیں گے؟

سینیٹر فوزیہ ارشد: میں دوسرا سوال بھی اکٹھا کر لوں وزیر صاحب یا الگ الگ پوچھ لوں، آپ مجھے بتا دیں،.as you likeایک ہی سوال کر لوں۔ کیونکہ میرا دوسرا سوال تھا آپ کے جواب کہ the feasibility study for the following carryover dams is in progress through WAPDA to enhance water storage capacity. It is in progress, when will it be approved? Can you tell me that alsoاور اسی طرح باقی چیزیں جو انہوں نے لکھی ہیں وہdifference purposesکے لیے ہیں جس میںsanitationکے بھی ہیں، reuse and recycling of waterہے، اس میںclean water and drinking waterکا ذکر نہیں ہے۔ سوسائٹیوں میں جوwater tankersآتے ہیں اس کا ذکر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ speech کر رہی ہیں، .you just asked one question in one line

سینیٹر فوزیہ ارشد: نہیں جناب، یہ میرے سوالات ہیں، .these are my relevant questions

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): شکریہ، جناب چیئرمین! معزز رکن نے جو پانی والے معاملے کی نشان دہی کی ہے یہ واقعی ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اسلام آباد کی جو demand ہے وہ تقریباً 120 million gallons per day ہے اور اس وقت جو available water ہے جو کہ ڈیمز سے بھی لیا جاتا ہے، جس میں tube-wells بھی ہیں، اس میں 65 to 80 کے درمیان روز کی بنیاد پر available ہے اور اس کمی کو دور کرنے کے لیے جیسا کہ ابھی سینیٹر صاحبہ نے بھی کہا ہے کہ ہم SOPs اور by laws بنا رہے ہیں، جتنی بھی نئی construction ہو رہی ہے خصوصاً جو گھر ہیں اس پر recharge wells کہ آپ کا جو بھی rain water ہے وہ پانی زمین میں جائے تاکہ اس کا level raise کیا جا سکے کیونکہ tube-wells کی وجہ سے بھی water lever کافی نیچے چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کمی دور کرنے کے لیے جو master plan ہے اس کے لیے recently Prime Minister نے ایک task force بنائی ہے جسے Interior Minister head کر رہے ہیں اور اس کے Co-Chairman ڈاکٹر توقیر صاحب ہیں، اس میں باقی کچھ محکموں کے اراکین ہیں اور اس میں local MNAs کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس میں واپڈا کو چار ڈیموں کی feasibility کے لیے کہہ دیا گیا ہے، اس سلسلے میں جو پہلا tender ہے وہ اگلے کچھ دنوں میں آ جائے گا، ان ڈیموں میں تربیلا ہے، چنیوٹ ہے، شاہدرہ ہے اور دوتارا ہے۔ یہ تو ابھی کی demand ہے اور آنے والے دنوں میں اور بھی demand بڑھے گی تو اسے اسی طریقے سے address کیا جا سکتا ہے۔ اس کی دو meetings ہو چکی ہیں اور ہر 15 دنوں کے بعد اس کی meeting ہوتی ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ اسلام آباد کا یہ بہت پرانا chronic issue ہے وہ آپ کو اس سال عملی طور پر حل ہوتا ہوا نظر آئے گا۔

جناب چیئرمین: فوزیہ ارشد صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جیسا کہ سینیٹر صاحب نے کہا کہ تین چار ڈیمز بن رہے ہیں، میں نے یہی پوچھا تھا کہ feasibility is in the pipe line? یہ کب تک approve ہوگا، اس کی کوئی time line ہے تو براہ مہربانی ہمیں وہ ضرور بتائیں۔ پانی کے سلسلے میں کئی مرتبہ میں نے ذکر کیا ہے، پچھلی جو Interior meeting ہوئی تھی اس میں سینیٹر طلال صاحب بھی تھے اور وزیر داخلہ صاحب بھی تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ Prime Minister کے under ایک task force بنائی گئی ہے اور اس میں وہ مجھے بھی بلائیں گے

کیونکہ ابھی تک مجھے تو نہیں بلایا گیا ہے۔ یہاں پر میں نے دیکھا ہے کہ ابھی سینیٹر فیصل سلیم صاحب میرے نام کے ساتھ ایک رپورٹ پیش کریں گے اس لیے میں انہیں بھی، آپ کو بھی اور سینیٹر طلال صاحب کو بھی بتا رہی ہوں کہ I am not being contacted انہوں نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ ابھی تک نبھایا نہیں گیا ہے۔

اسلام آباد میں water bed سے بھی زیادہ جو مجھے خطرہ ہے وہ پانی کے نہ ہونے کا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ تھوڑی سی correction کرنا چاہتی ہوں کہ سینیٹر طلال نے کہا کہ 120 mgd daily supply ہے جبکہ 220 mgd ہے اور اسلام آباد کو صرف 70 mgd پانی ملتا ہے جس میں rural area بھی ہے اور urban area بھی ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب آپ نے پہلے بھی یہ issue Committee کو refer کیا تھا اور کمیٹی کے چیئرمین صاحب بھی بیٹھے ہیں، انہوں نے اس پر deliberate بھی کیا ہے، وہ آپ کو رپورٹ بھی دیں گے۔ دوسری جناب گزارش یہ ہے کہ میں نے کہا کہ ہم نے MNAs کو شامل کیا ہے اور سینیٹر صاحبہ تو کمیٹی میں خود آئیں گی اور وہاں explain کریں گی۔ اہم issue یہ ہے کہ water charges اتنے nominal ہیں کہ آپ سوچ ہی نہیں سکتے ہیں یعنی اس وقت CDA کو پانی deliver کرنے میں جو cost آ رہی ہے یہ اس کا چار سے پانچ فیصد بھی نہیں بڑھنے دیتے ہیں اور اس پر ہم آپ کے سامنے بھی تجاویز رکھیں گے۔ اسی طرح سے جو feasibility ہے اس کے لیے انہوں نے ہمیں جو time دیا تھا کہ کم از کم ڈیڑھ سال feasibility بننے میں لگے گا کیونکہ ان چار ڈیموں سے یہاں پانی لانا ہے لیکن اس پر کمیٹی نے کہا ہے کہ یہ بہت زیادہ time ہے اور چھ ماہ کا time لیا جائے۔ اگلی meeting میں یہ final ہو جائے گا کہ deadline کب تک ہو گی تاکہ feasibility بن جائے اور اس کے بعد اگلا کام شروع ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں نے تین ضمنی سوالات لینے ہیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جناب میں آپ سے یہ درخواست کر رہی ہوں یہ میرا question نہیں ہے۔ میری request ہے کہ اسے دوبارہ سے کمیٹی میں refer کریں تاکہ feasibility جو ڈیڑھ سال کی ہے---

جناب چیئرمین: یہ already refer ہوا ہے۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: نہیں دوبارہ refer کریں۔ تاکہ ICT کے جتنے بھی ہمارے شہری ہیں جو مجھ سے سوالات کرتے ہیں تاکہ مجھے بھی آگاہی ہو اور میں انہیں مطمعن کر سکوں۔ جناب میری یہ آپ سے request ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے سوال کرنا ہے، کون سا؟ دیکھیں according to rules, I can allow three questions اور انہوں نے تین کر لیے ہیں۔ آپ کو پتا نہیں چلا۔ اگلا سوال سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب کا ہے۔

Q. No.33.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب چیئرمین! میرا سوال وزیر داخلہ سے ہے کہ یہ جو شناختی کارڈوں کی blockage ہے اس کے پانچ سالوں کا میں نے break-up مانگا تھا اور اس بابت mechanism بھی مانگا تھا۔ انہوں نے mechanism تو دے دیا ہے اور انہوں نے جو break-up لکھا ہے کہ province-wise detail is attached as Annex-A یا تو میری سمجھ میں نہیں آیا یا پتا نہیں کوئی گڑبڑ ہے کہ جو Annex-A لگا ہے وہاں پر situation vacant ہے۔ میں نے مانگا کچھ اور تھا اور آیا کچھ اور ہے، اس کا Annexure-A ذرا دیکھ لیجیے گا۔۔۔ آگے جاری۔۔۔(T-03)

T03-15July2025 Mariam Arshad/Ed:shakeel 04:30 p.m.

سینیٹر کامران مرتضٰی (جاری۔۔۔): مانگا میں نے کچھ اور تھا آیا کچھ اور ہے۔ اس کا Annexure A دیکھ لیں۔

Mr. Chairman: Minister In charge.

سینیٹر کامران مرتضٰی: میں بات پوری کر لوں؟

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: بات جو باقی پوری کرنی ہے وہ یہ ہے کہ CNIC block تو کرتے ہیں اور اس میں بھی Interior Ministry کا بلوچستان پر، خیبر پختونخوا پر کرم کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں جو شناختی کارڈ block کرتے ہیں پھر اس کی blockage ختم کرنے کا طریقہ اتنا پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ اتنا تنگ کرتے ہیں کہ وہ شخص ہی تنگ آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ چھوڑ دیا جائے۔

میں اس کی دو مثالیں دے دیتا ہوں سینیٹر حافظ حمد اللہ اس House کے member رہے ہیں ان کے ساتھ بھی اسی طرح سے کیا گیا۔ ان کے بھی شناختی کارڈ کا مسئلہ پھر ان کی citizenship کا مسئلہ وہ matter ultimately Islamabad High Court نے decide کر دیا اور اب وہ پانچ سال سے Supreme Court میں pending ہے۔

اسی طرح سے ہمارے MNA ہیں صلاح الدین صاحب ان کے ساتھ بھی اسی طرح سے معاملہ شروع کر دیا گیا۔ جس سے بھی Interior والے ناخوش ہوتے ہیں اس کے شناختی کارڈ کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اللہ رحم کرے کہ کبھی ہمارے پیچھے بھی نہ پڑ جائیں مگر بلوچستان کے باقی دوستوں کو کم از کم ان کو اسی طرح at par لے لیں جس طرح سے دوسرے at par ہیں اور یہ Annexure A والا معاملہ دیکھ لیں کہ وہ کیا ہے۔

Mr. Chairman: Minister In charge.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! میں Minister for State ہی ہوں In charge ابھی نہیں ہوں۔

Mr. Chairman: Full Minister.

سینیٹر محمد طلال بدر: میں جہاں ہوں وہاں خوش ہوں۔ ہمارے لیے تو صوبوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن issue یہ ہے کہ unfortunately ہمارے ID cards جب بنے ہیں۔ اس میں family tree میں غلط لوگ یا تو ہمارے NADRA کے لوگ تھے انہوں نے کسی conniving کی وجہ سے اس میں شامل کیے اور بہت ساری جگہ پر families نے جان بوجھ کے کسی اور motive سے لوگ شامل کیے۔ اس میں ہمارے لیے issue نہ صرف یہ ہے کہ وہ جو غیر ملکی ہیں ان کی پاکستانی شہریت کے لیے کارڈ بنے۔ اس کے بعد ان کے passport بنے جب passport بنے اور کئی بیرون ملک جس میں خصوصاً سعودی عرب میں پانچ ہزار کے قریب ایسے passports پکڑے جو کہ Pakistani National نہیں تھے۔ جب اس کو back track کیا گیا یہ process صرف ان کے پکڑے جانے سے شروع نہیں کیا بلکہ اس سے پہلے Interior نے دو campaigns اس پر run کیں۔ ایک 2014 میں کی اور پھر 2019 میں کی تاکہ یہ verify کیا جاسکے کہ جو ہمارے پاس record ہے وہ verified ہے اور اگر کسی family tree میں کوئی بندہ غلطی سے شامل کیا گیا ہے یا ویسے ہی۔

تیسراmechanismیہ ہے کہagenciesیا ہمارےinternalادارے ہیں وہ کہیں پرreport کرتے ہیں اور اس کے بعد ہمارے دو طریقے ہیں۔ایک اس میں District Committee ہے جس میںDCاس کو head کرتے ہیں اور اس میں باقیagenciesکے لوگ ہوتے ہیں اور دوسرا ہماراZonal Verification Boardہے۔ اس میں جبrequirementپوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے کیوں روکیں گے اور اس کےagency سےreportلی جاتی ہے،verifyکیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! کوئیdiscriminationنہیں ہےبلکہ اس میں ہم نے اپنے NADRAکے درجنوں لوگوں پرcriminalکارروائی بھی کی ہے،ان پرFIRدرج کی گئی ہیں اورdepartmentalکارروائی بھی کی گئی ہے۔

اس میں میں یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے اور جو ان کو صوبوں کا پیش کیا گیا ہے اس میں ان کے ہی سوال کے جواب میں ہے کہ کس کس صوبے کے کتنے کتنےblockہیں وہ لکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: محسن عزیز صاحب آپ نے کوئی سوال کرنا ہے؟ دنیش کمار صاحب آپ نے کوئی سوال کرنا ہے؟

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میرا منسٹر صاحب سے اسی حوالے سے سوال ہے کہ آپ نے کہا کہ District level and Zonal committees.جناب چیئرمین! میرا آپ کے توسط سے پہلا سوال ہے کہ District and Zonal Committeeکو کوئیtime periodدیا جاتا ہے کہ اس وقت میں انcasesکو حل کرنا ہے اور آپ کی اطلاع کے لیے میں گزارش کروں کہ بلوچستان کے ایسے کئی لوگ ہیں۔

(اس موقع پر پریس گیلری سے میڈیا والے واک آوٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: فیصل آپ چلے جائیں۔

سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن: میں تو چلا جاؤں گا،حکومت سے ایک دو آ جائیں ساتھ۔

(مداخلت)

سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن: اس کے ساتھ بہت بدتمیزی ہوئی ہے۔

Mr. Chairman: I will request Minister for Interior to present their report.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ ان کا issue بتا رہے ہیں۔ عرفان صدیقی صاحب آپ کوئی issue بتانا چاہ رہے ہیں۔ Please take your seats. عرفان صدیقی صاحب آپ ان کو منانے کے لیے جانا چاہتے ہیں؟

سینیٹر محمد طلال بدر: یہ اگر ان کو لے آئیں تو میں on the floor of the house آپ کو تفصیل بھی دے دیتا ہوں اور ان کی باقی grievance بھی clear کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ بھی جائیں۔ Let them come back and then we will discuss.

سینیٹر دنیش کمار: منسٹر صاحب میرا آپ سے یہ ہی سوال ہے کہ آپ نے جس طرح سے کہا کہ DC Zonal and Regional کو head کرتے ہیں، regional کو معلوم نہیں کون head کرتا ہے، یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ جناب چیرمین! آپ کی توجہ چاہیے بلوچستان میں جن لوگوں کے block ہوئے ہیں وہاں پر ہماری اکثریت برادری جس طرح سے کامران صاحب نے کہا، ہماری اقلیتی برادری کے بہت سے لوگوں کے اور مبینہ طور پر کہہ رہے ہیں کہ یہ اقلیتی برادری بھی افغانستان سے آئی ہے۔ ہماری اقلیتی برادری کا افغانستان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور منسٹر صاحب میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ نے کوئی time period مقرر نہیں کیا۔ میرے پاس ابھی ایسے case ہیں جو تین تین سال سے رل رہے ہیں ان کو ابھی تک unblock نہیں کیا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر اس کو کمیٹی میں بھیج دیں تو میں وہ victims لا سکتا ہوں جو تین سال سے خوار ہو رہے ہیں ان کے ابھی تک unblock نہیں ہوئے۔ میری آپ سے گزارش ہے میں لا سکتا ہوں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: میری گزارش یہ ہے کہ جس level کی بھی کوئی کمیٹی ہے اس میں کسی document کی requirement ہے، کسی document verification کی اگر وہ پوری نہیں ہوتی تو اس پر کمیٹی اس وقت تک فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ document یا چیزیں پوری ہوں اور اس کے بعد وہ فیصلہ نہ ہوا ہو۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ documents پورے نہیں ہوتے اور میں تو یہ بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہمیں کوئی شوق نہیں ہے NADRA کے لوگوں کو اس میں سزا

ہوئی ہے، بیرون ملک بدنامی میں ہوئی ہے۔Honourable Memberاگر کسی caseکی کوئی نشان دہی کرتے ہیں تو ہم اس کو دوبارہexpedite بھی کرادیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں محسن عزیز صاحب کوfloorدے چکا ہوں۔ یہ پہلے بتانا تھااب چار سوال ہو چکے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: یہdocumentانہوں نے ابھی دیا ہے۔اس کے ساتھ نہیں لگایا۔

جناب چیئرمین: میں ابھی بات کرلیتا ہوں۔ محسن عزیز صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: انہوں نے جو ابھی documentدیا ہے اس کے مطابق 80847شناختی کارڈblockہوئے ہیں۔ اس میں خیبر پختونخوا سے,28645 پنجاب سے صرف,13899 سندھ سے صرف14076اور بلوچستان سے .21839اس میں main blockageدو صوبوں میں ہے خیبر پختونخوااور بلوچستان میں، باقیfundsوالا کرم بھی ان دو صوبوں پر اگر کردیا کریں تو بہت مہربانی ہے۔ ہمارے صرف شناختی کارڈہیblock کرنے ہیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین ! افغان شہری جو ہیں وہ سب سے زیادہ اگر کہیں ہیں تو وہ بلوچستان اورKPمیں ہیں۔ یہ انہوں نےmisuseکیا ہے اگر ان کو کوئیdoubtہے سعودی عرب میں انہوں نے ہمارےpassport surrenderکرکے بتایا ہے کہ میں پاکستانی ہوں ہی نہیں اور جب وہ back trackہوا یہ پانچ ہزار ہیں کوئی چند لوگ نہیں ہیں۔ اس میں دو بڑی large levelپرcampaignچلائی گئی ہیں۔اس کے بعد یہ ایک حقیقت ہے کہ لوگوں نے کسی بھیinterestکی وجہ سے۔

(جاری---T04)

T04-15Jul2025 FAZAL/ED: Mubashir 04:40 pm

سینیٹر محمد طلال بدر: (جاری ہے---) کہ لوگوں نے کسی بھی interest کی وجہ سے، کسی influence کی وجہ سے بہت سارے لوگوں نے جو لوگ تھے انہیں اپنے family tree میں شامل کیا جو کہ پاکستانی نہیں تھے۔ ان کے ID cards and

جناب چیئرمین! لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ کوئی صوبے کے حساب سے کیا گیا ہے۔ یہ passports بنے۔ بلوچستان ہو یا KP ہو سارے پاکستان کے لیے وہ NADRA ہے نہ کہ کہیں صوبوں کے لیے ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Mohsin Aziz Sahib, I give you an exception.The Minister has already answered all of them.

منسٹر صاحب سب کے جواب دے چکے ہیں۔ نہیں ضروری نہیں آپ کوئی specific question کریں۔

سینیٹر محسن عزیز: دیکھیں، آپ چاہیں شناختی کارڈ block کرتے ہیں یا جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب ایک آدمی کو fake identity card دیا جاتا ہے۔ unauthorized person کو دیا جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کتنے آفیسرز کے خلاف پچھلے چھ مہینوں میں یا ایک سال میں officers and their staff and their senior staff, not the junior staff, the senior staff پر action لیا گیا۔ کتنوں کو نوکری سے نکالا گیا اور کتنا severe action لیا گیا because it is hand in glove ایک آدمی آپ کا authorize نہیں ہوتا وہ جا کر through whatever means یہ جا کر ایک سناختی کارڈ اپنے لئے issue کراتا ہے۔ So, they both are same in the same crime

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ پہلے میں کامران مرتضیٰ صاحب کے سوال کا جواب دے دوں۔ جناب چیئرمین! 2014 and 2017 میں جو دو campaigns چلی تھی جس پر سہولت بھی دی گئی تھی کہ کوئی بھی آدمی اپنے family tree کو verify کرنے کے لیے فون پر بھی بتا سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں جو صرف شکایات آئی تھی وہ 71000 تھیں۔ جو verified شکایات تھیں۔ جو لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ہمارا بندہ family tree میں ہے ہی نہیں یہ کہاں سے ڈال دیا ہے۔ یہ 71000 تھیں۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد دوسرا جو محسن عزیز صاحب نے سوال کیا ہے بنتا تو نہیں ہے۔ ہم نے جو dismiss کیے ہیں وہ 266 ہیں۔ کل انکوائریاں 1012 ہیں۔ جناب چیئرمین! ان میں 266 dismissal ہیں اور باقی

افراد کو محکمانہ سزائیں دی گئی ہیں۔ اس میں ہر درجے کے افسران بھی شامل ہیں۔ اس میں Deputy Directors کے level کے افسران بھی شامل ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Question No. 34, Senator Mohammad Humayun Mohmand. Not present.

(Q. No. 34)

Mr. Chairman: Question No. 35, Senator Aon Abbas. Not present.

(Q. No. 35)

Mr. Chairman: Question No. 36, Senator Palwasha Muhammad Zai Khan. Not president.

(Q. No. 36)

Mr. Chairman: Question No. 1, Senator Abdul Shakoor khan.

سینیٹر عبدالشکور خان: جناب چیئرمین! بلوچستان کے ساتھ بہت سے مذاق ہو رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرے ساتھ بھی مذاق ہو گیا ہے۔ میرا نام لکھ دیا اور جواب موجود ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کون جواب دے گا؟

سینیٹر عبدالشکور خان: جواب آیا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال نمبر ایک ہے۔ یہ سوال information سے متعلق ہے مگر reply not received. چلو، اس کو defer کر دیتے ہیں۔ Question No. 2, Senator Syed Masroor Ahsan.

(Q. No. 2)

سینیٹر سید مسرور احسن: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا سوال وقت تو کافی گزر گیا لیکن آج بھی اس کی اہمیت ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ

Will the Minister for Interior and Narcotics Control be pleased to state:

(a) total number of causalities due to Human Smuggling indicating their names, ages and province during the last two years; and

(b) whether any action was taken against such human smugglers and perpetrators, if so, details thereof, with province wise breakdown?

Mr. Chairman: Yes, please Minister Sahib.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! پچھلا سوال information سے متعلق تھا جس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے جو کہ defer ہوا ہے۔ وہ سوال Interior سے متعلق نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا تھا اس لیے ہم next پر آ گئے ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! جو human smuggling ہے۔ اس پر Prime Minister Sahib کا بھی کافی focus ہے۔ یقیناً یہ پاکستان کے لیے بھی بدنامی کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے بیرون ممالک میں زیادہ تر millions لوگ ہیں وہ قانونی طور پر وہاں پر گئے ہیں اور رہ رہے ہیں لیکن چند ایک ان میں ضرور غیر قانونی طور پر بھی گئے ہیں۔ ہم نے سب سے پہلے اپنے departments کے اندر کافی سارا cleansing operation کیا ہے۔ اس میں دو قسم کی کارروائی FIA نے کی ہے۔ جو لوگ اس human smuggling میں یا ان کی کوئی connivance تھی یا کسی interest کی وجہ سے ان کے خلاف criminal کارروائی بھی کی گئی ہے اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی کی گئی ہے۔ ان کے میں numbers بھی آپ کے ساتھ share کر دوں گا۔ اس کے بعد ایک تو ہم نے تین نئے laws اس میں introduce کیے ہیں تاکہ جو لوگ یہ کرتے ہیں ان پر travel ban کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ اس وقت Risk Analysis Unit ہم نے ہر ائرپورٹ کے اوپر بنائے ہیں جن کے ایک خاص قسم کے parameters ہیں جس میں وہ لوگ جو purposefully یہاں سے جاتے ہیں اور ان کا آگے مقصد کسی نہ کسی illegal طریقے سے اپنی destination پر پہنچنا ہوتا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد طلال بدر: میں نے سوچا کہ اکٹھے جواب دے دوں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ

(a) total number of causalities due to Human Smuggling indicating their names, ages and province during the last two years; and

(b) whether any action was taken against such human smugglers and perpetrators, if so, details thereof, with province wise breakdown?

ابھی تو یہ ایک سوال کے یہ دو حصے ہیں۔اس کا جواب میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ صرف ان سوالوں کا جواب دے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جو انہوں نے پوچھا ہے یہ جواب تو لکھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ان سوالوں کے جواب تو لکھے ہوئے آئے ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! یہ تو ان کے سامنے پڑے ہیں۔

سینیٹر سید مسرور احسن: جواب بھی آیا ہوا ہے اور یہ بات مجھے بھی پتا ہے کہ Prime Minister Sahib بھی اس میں بڑی توجہ دے رہے ہیں لیکن میری گزارش اس کے ساتھ یہ ہے کہ اس میں کتنے افسران، ایک تو human smugglers ہیں۔ان کو تو آپ سزا دے دیں اور ان کو بند کر دیں۔ان کے جو سہولت کار ہیں جہاں ائرپورٹ سے وہ لوگ باہر جاتے ہیں۔ان میں سے کتنے لوگوں کو سزا دی گئی ہے اور کیا action لیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ سوال آپ نے پہلے پوچھا تھا؟

سینیٹر سید مسرور احسن: جی، میں نے یہ پوچھا ہے۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! یہ سوال ابھی ان کے خیال میں آیا ہے۔جناب چیئرمین! اس کا بھی میرے پاس جواب موجود ہے۔آگے پیچھے چار پانچ سوال ایک جیسے ہیں۔میں اس لیے کوشش کر رہا تھا کہ explain کر دوں تاکہ بار بار تکلیف نہ ہو۔میں اگلے سوال میں اس کے exact numbers بھی آپ کو پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔

Any other question? Question No. 4, Senator Mohammad Humayun Mohmand. Not present.

(Q. No. 4)

Mr. Chairman: Question No. 5, Senator Anusha Rahman Ahmad Khan. Not present.

اس نے درخواست کی ہے کہ اس سوال کو defer کر دیا جائے۔ O.K.

Question No. 7, Senator Mohsin Aziz Sahib.

(Q. No. 7)

سینیٹر محسن عزیز: جناب! میں ضمنی سوال کرلوں۔ (جاری ہے۔۔۔T07)

T05-15Jul2025 Rafaqat Waheed/Ed: Khalid 4:50 pm

سینیٹر محسن عزیز: جناب! میں ضمنی سوال کرلوں۔

Mr. Chairman: Of course.

سینیٹر محسن عزیز: جناب! پچھلے تقریباً سات آٹھ ماہ سے بلکہ اس سے پہلے بھی جب interim government آئی تو ان افغان nationals کی repatriation یا ان کو ملک سے نکالنے کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ بہت بڑے بڑے اشتہارات بھی دیے گئے اور اس میں کچھ کامیابی ہوئی اور کچھ نہیں ہوئی۔ ایک تو میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا وجوہات ہیں کیونکہ ہمیں جو deadlines دی گئی تھیں کہ اس عرصے میں افغان refugees کو یہاں سے نکال دیا جائے گا، آیا وہ deadlines غلط تھیں یا اس کی کوئی اور وجوہات تھیں؟

دوسری بات، ان کی properties کے issues بھی ہیں کیونکہ آج سے کوئی 35 سال پہلے ان لوگوں کو یہاں آنے کی اجازت دی گئی تھی، انہوں نے یہاں کاروبار کیا، چھوٹی دکانیں کھولیں اور properties بھی خریدیں۔ ان 35 سالوں کے دوران کئی بچے ہیں جو یہاں پیدا ہوئے جو کہ اپنے آپ کو پاکستانی national کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کیا سلوک کرنا چاہ رہے ہیں یا ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ اگر آپ ایک بندے کو نکالنا چاہتے ہیں اور اس کو نکال رہے ہیں اور اس کی پراپرٹی کے issue کو resolve نہیں کر رہے تو میرے خیال میں اس طریقے سے ان کو ایک fair treatment نہیں دی جا رہی۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ایک پالیسی One Document Regime کا آغاز 2023 سے کیا گیا۔ اس کے پہلے phase میں آٹھ لاکھ سے زائد لوگوں کو جو illegally پاکستان میں رہ رہے تھے، واپس بھیجا گیا۔ میں One Document Regime کے متعلق گزارش کردوں کہ یہ صرف افغان nationals کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ اس لیے بنایا گیا تھا کہ پاکستان میں اگر کوئی بھی آنا چاہتا ہے تو اس کے پاس lawful documents ہونے چاہییں، پاسپورٹ ہونا چاہیے، ویزا ہونا چاہیے، اسی صورت میں وہ آسکتا ہے۔ ہمارے بھائی جو ہمارے مہمان ہیں، جو پچھلی کئی دہائیوں سے ہمارے پاس رہ رہے ہیں، بدقسمتی سے ان میں زیادہ تر لوگوں کے پاس کسی قسم کا کوئی document یا کوئی registration نہیں تھی۔ اس حوالے سے ایک campaign کا آغاز کیا گیا۔ یقیناً ایک ذمہ دار ملک ہونے کی حیثیت سے ہمیں پتا ہونا چاہیے کہ ہمارے ملک میں کتنے اور کون کون لوگ رہ رہے ہیں۔ یہاں کوئی بھی شخص visit پر ہے، وہ یہاں بزنس کر رہا ہے، education کے لیے، health کے لیے یا پھر کسی اور purpose کے لیے آیا ہے، ہمیں پتا ہونا چاہیے۔ پہلے فیز میں کامیابی سے ساڑھے آٹھ لاکھ لوگوں کو واپس بھیجا گیا۔ دوسرے فیز کا فیصلہ 15 فروری کو ہوا۔ اس میں ابھی تک 1,070,844 لوگ، یعنی پہلے اور دوسرے فیز کے ٹوٹل، واپس بھیجے گئے ہیں۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔

گزارش یہ ہے کہ میں یہاں صوبوں کے متعلق بات نہیں کر رہا کہ کون کتنا کر رہا ہے یا نہیں کر رہا، اگر میں اس میں پڑوں گا تو کوئی کہے گا کہ پتا نہیں میں کیوں یہ pinpoint کر رہا ہوں۔ ہمیں صوبوں کو on board لینا پڑتا ہے۔ ہم نے صوبوں کو on board لیا۔ اس کے بعد وہاں پر transit centres بنوائے گئے، ان میں جیسے کسی مہمان کو رکھا جاتا ہے، ویسے لوگوں کو رکھا گیا، وہاں security تھی، shelter تھا، food تھا۔ پہلے لوگوں کو وہاں لایا جاتا تھا، پھر وہاں سے transport کرکے ہم انہیں ان کے ملک کی سرحد تک لے

کر جاتے تھے۔ گزارش یہ ہے کہ پنجاب نے کوئی تین درجن سے زائد transit centres بنائے۔ سندھ میں تین ہیں۔ بلوچستان میں دو ہیں جبکہ خیبر پختونخوا میں ایک ہے۔ اس میں پھر صوبائی حکومتوں کا بڑا اہم role ہے۔ ان کی mapping کرنا، ان کو locate کرنا، جو لوگ red line کو follow نہیں کرتے، ان کو لے کر جانا۔ اگر ہم political motives پر کبھی یہ کہہ دیں، میں معذرت چاہتا ہوں، میں یہ کہنا نہیں چاہتا تھا کہ ہم ان کو زبردستی نہیں بھیجیں گے بلکہ یہ ریاست کی پالیسی ہے۔ جب یہاں پر terrorism, narcotics کے بڑے cases یا پھر heinous crimes کے connection جب ان illegal لوگوں سے ملتے ہیں تو کون hurt ہوتا ہے؟ پاکستان اور پاکستانی۔ جس طرح سندھ اور پنجاب کی صوبائی حکومتیں cooperate کر رہی ہیں، اگر باقی بھی کریں تو یہ speed اور بھی تیز ہو گی۔ ہم اسے اور تیز کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے مہمان ہیں، وہ یہاں تیس پینتیس سال رہے ہیں۔ ابھی بھی جیسے مہمان کو اس کے گھر چھوڑ کر آیا جاتا ہے، ویسے چھوڑ رہے ہیں۔ ابھی بھی ہم کوشش کر رہے ہیں، جس کو واپس بھیج رہے ہیں، وہ سو بسم اللہ، دوبارہ پاکستان آئے لیکن ایک پاسپورٹ بنوا لے اور دوسرا، ویزا لے لے۔ انیس (19) مختلف قسم کے visas ہم افغانستان کو دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم ہر طرح سے facilitate کرتے ہیں۔

جناب! اس ہاؤس کے توسط سے میری گزارش ہے کہ صوبے اس حوالے سے cooperate کریں۔ یہ پاکستان کے لیے ہے۔ اسی وجہ سے کئی واقعات پاکستان کے لیے bad name کا باعث بن سکتے ہیں جب کوئی جعلی پاسپورٹ بنتا ہے، جب یہاں سے terrorism کی کوئی کارروائی ہوتی ہے تو گزارش یہ ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس میں ہم صوبوں کو facilitate بھی کر رہے ہیں اور coordinate بھی۔ اس میں پاکستان کا فائدہ ہے کہ اس کام کو اچھی طرح پورا کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آخری سوال۔

سینیٹر محسن عزیز: پہلی بات، ایک تو جو بچے یہاں پیدا ہوئے، ان کے ساتھ آپ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟ دیکھیں میں سیاست میں نہیں جانا چاہتا۔ حکومت کی پالیسی، حکومت کی پالیسی ہے لیکن اس میں یہ دیکھنا چاہیے کہ سب سے زیادہ ان لوگوں کو کس نے host کیا۔ خیبر پختونخوا نے اور بلوچستان نے۔ ان دونوں صوبوں نے اپنی روٹی کو آدھا کر کے ان کو کھلایا۔ آج میں سیاست پر بات نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ اس وقت دونوں صوبے موجود نہیں تھے جب پینتیس سالوں میں ان دو صوبوں نے اپنا خون، اپنا رزق اور اپنا روزگار ان کے ساتھ share کیا۔ آج میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیوں ان کی properties پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں، ان کی properties اونے

پونے داموں پر قبضہ مافیا خرید رہا ہے؟ ایک طرف آپ ان سے کہہ رہے ہیں کہ ملک سے نکل جاؤ، آپ انہیں نکال رہے ہیں جبکہ دوسری طرف آپ ان کے اثاثوں کو protection نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد طلال بدر: گزارش یہ ہے کہ nationality تو قانون کے تحت مل سکتی ہے۔ کسی ملک میں یہ قانون ہے کہ وہاں by birth ملتی ہے، کسی میں نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی foreign national پاکستان میں property own نہیں کر سکتا جب تک وہ وفاقی حکومت سے اجازت نہ لے۔ اگر کسی کی past property ہے، اس کے لیے ہم نے چاروں صوبوں اور اسلام آباد میں ایک 24/7 setup بنایا ہے جس میں کوئی بھی کال کرکے شکایت کر سکتا ہے۔ افغانستان کی حکومت کے تین وزرا Interior Ministry میں تشریف لائے، ان کے ساتھ بھی میں engage رہا۔ ہم نے انہیں کہا کہ آپ کوئی ایک شکایت بتائیں جس میں کسی بھی ہمارے افغان جو ہمارے لیے بھائی ہیں، مہمان ہیں، ان کی پراپرٹی یا کوئی اس طرح کا event ہوا ہو۔ ایسی ایک بھی verified information نہیں ہے۔ انہوں نے صرف ایک information دی کہ ایک خاتون کو جب وہ transit کر رہے تھے تو وہ طورخم میں ہلاک ہو گئی ہے۔ جب verify کیا گیا تو ہم نے افغان سفیر کو detail دی کہ یہ ایک جعلی ویڈیو ہے۔ لہٰذا، اس طرح کی بہت سی ویڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں جو حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔ ہم نے شکایات کے لیے جو phone lines رکھی ہوئی ہیں، ان پر ہمیں اطلاع دیں، ہم اس پر implement کریں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس طرح کی کوئی شکایت ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سوال نمبر 8، سینیٹر سید مسرور احسن۔

(Q. No.8)

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر سید مسرور احسن: اس میں انہوں نے مکمل بتایا ہے لیکن ----   (جاری----T06)

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

سینیٹر مسرور احسن: جناب! انہوں نے سوال کا مکمل جواب دیا ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ گزشتہ دوسالوں میں ان واقعات میں جو پانچ سو، ہزار لوگ مرے ہیں، کیااس پر ایسی کوئی رپورٹ ہے۔اس سے پہلے ایک انکوائری کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں 60یا70افسران کی نشاندہی کی گئی تھی۔اس رپورٹ کو ایک سال تک سرد خانے میں رکھا گیا تھا۔اس کے بعد جب یہ واقعات منظر عام پر آئے تو پھرPrime Minister صاحب کو یہ رپورٹ پیش کی گئی۔اس رپورٹ کے مطابق اس میں سے بھی ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی اور چہیتے افسران کو اپنی جگہ پر برقرار رکھا گیا جبکہ اس رپورٹ میں ان افسران کے نامmention ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

Mr. Chairman: Is it correct?

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! ایک تو گزارش یہ ہے کہ شہباز شریف صاحب اور محسن نقوی صاحب کے ہوتے ہوئے سرد خانہ تو بڑی دور کی بات ہے، گھنٹے بھی نہیں گزرتے۔Prime Ministerاسissueپر ہر مہینے خودbriefing لیتے ہیں اوراس کے ساتھ ،ساتھ Interior Ministry میں Interior Minister بھی اسے خود دیکھتے ہیں۔اس پر ہم نے یہ چند اقدامات کیے ہیں۔میں ابھیexact numbers share کردیتاہوں۔100 سے زائد لوگوں کو سزا دی گئی ہےاورآپ ہی کے شہر ملتان میں جو ایف آئی اے لوگ تھے، انہیں بھی سزادی گئی ہے۔میں ابھیexact numbers share کر دیتا ہوں کہ کتنے آفیسر تھے اور کتنےlow cadre افسران تھے۔Law میں amendments کی گئی ہیں۔جو لوگ deport ہوں گے یا misuse of passport کریں گے، ان پر travel ban ہوگا۔Black list کرنے کے لیے ایک پورا قانون بنایا گیا ہے۔ہم نے ایف آئی اے میںcontrol roomبنایاہے جس میں ہمrisk profileاور باقی ساری چیزیں کرتے ہیں۔میں ایک اور گزارش کردوں جو بڑی اہم ہے۔ یہاں سے بہت سارے پاکستانیlawful document, visa and passport پر باہر جاتے ہیں۔پاکستان کاپاسپورٹinternational featuresکاہےاوراسے اب کوئی بندہ جعلی نہیں بنا سکتا۔ اگر کسی کے پاس ویزہ ہےاور پاسپورٹ بھی تو جب وہ کسی تیسریcountry میںtransit کرتا ہے تووہاں کسی سےillegalمددلے کراپنیdestinationپر پہنچتا ہے۔

جب وہ پاکستان سے travel کرتا ہے اور ابھی جیسے سینیٹر صاحب نے بھی نشاندہی کی، جو boat incident والے لوگ تھے، ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے پاکستان سے جب travel کیا تو ان کے پاس lawful documents, visa and passport تھے۔ جب وہ transit country گئے تو وہاں سے کوئی illegal امداد لے کر پہنچے ہیں۔ ہمارے ہاں بڑی سختی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کے لیے ایک bad name ہے اور اس پر zero tolerance ہے۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر دوست محمد صاحب۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر دوست محمد خان: شکریہ، جناب! میں ہاتھ اٹھا، اٹھا کر تھک گیا۔ میں honourable Minister سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں جو 187 غیر ملکی گرفتار ہوئے تھے اور وہ honey trap میں ملوث تھے۔ ان کا کرتا دھرتا ملک تحسین صاحب ہیں جو مسلم لیگ (ن)، سیالکوٹ کے کرتا دھرتا ہیں تو انہیں اس معاملے میں مسلم لیگ (ن) والے کیوں facilitate کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Yes, State Minister for Interior.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! سینیٹر صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پکڑے گئے ہیں اور ہم انہیں facilitate بھی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! سینیٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان پر کوئی پرچہ ہو گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ recently, NCCIA جو cyber crime کا نیا ادارہ ہے، یہ اس نے کی ہے۔ اگر معزز سینیٹر چاہیں گے تو میں detail دے دوں گا کیونکہ یہ ایک لمبی detail ہے۔ بہرحال جس بندے کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں، میں اس کی تصویریں سینیٹر صاحب کو دکھا دوں گا۔ اس کی کنٹینر میں بھی تصویر ہے۔ اس کی جئے بھٹو کہتے ہوئے بھی تصویر ہے۔ وہ چوہدری شجاعت کے بھی قریب تھا تو یہ (ن) لیگ والا کوئی چکر نہیں ہے۔ وہ اسی طرح آیا، گیا والا بندہ ہے اور میں اس پر detail بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے لیے کوئی کسی لیگ کا بھی ہو، اگر وہ illegal کام کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی نہ ہو تو پھر ہم ذمہ دار ہیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! اب آپ تو خوش ہوں گے کہ آپ ان کا نام لے رہے ہیں پھر بھی وہ انکوائری کر رہے ہیں۔ جی سینیٹر دنیش کمار۔

سینیٹر دنیش کمار: شکریہ، جناب! میں بھی اسی حوالے سے آپ سے question کرنا چاہ رہا ہوں۔ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ human trafficking کے حوالے سے بہت زیادہ اقدامات کیے گئے ہیں اور ان کے کہنے سے ایسے لگتا ہے کہ پاکستان میں یہ چیز ختم ہو چکی ہے اور یہ کسی third country سے ہو رہی ہے۔ منسٹر صاحب نے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ صرف ایئرپورٹ پر ہو رہا تھا۔ میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ بلوچستان سے ایران کے راستے ترکیہ اور پھر بیرون ملک سے ہمارے پاکستانیوں کی لاشیں جو کشتیوں میں واپس آ رہی ہیں، اس حوالے سے انہوں نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ ابھی تک اس حوالے سے کوئی چیز نہیں ہوئی ہے۔ Human trafficking کا یہ ایک بہت بڑا منظم گروپ ہے جو یہاں سے معصوم لوگوں کو اگر third country کا بھی ویزا دلاتے ہیں اور آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ یہ human trafficking کر رہے ہیں تو آپ کے department کا یہ کام ہے کہ ان کو روکیں اور یہ نہ کہیں کہ وہ کسی تیسری country سے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ پنجاب میں مائیں اپنا زیور بیچ کر بچوں کو باہر بھیجنے کی کوشش کرتی ہیں اور ان کا کیا حشر ہوگا جب سمندر میں ڈوبی ہوئی لاش ان کے پاس واپس آتی ہوگی اور ہمارے ایف آئی اے کے حضرات یہاں بیٹھے کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ براہ مہربانی اس کا جواب دیجیے۔

جناب چیئرمین: لفظ جھوٹ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔ Incorrect کہا کریں لیکن جھوٹ کا لفظ استعمال نہ کریں۔ جی وزیر صاحب، اب آپ جواب دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! گزارش یہ ہے کہ میں نے کہا ہے کہ human smuggling پر zero tolerance ہے۔ Human smuggling بڑی دیر سے جاری ہے۔ صرف ایک سال میں اس کے خلاف جو اقدامات ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں کہ law میں changes آئی ہیں اور ایف آئی اے کے لوگوں کو سزا دی گئی ہے۔ ہم نے ہر ایئرپورٹ پر Risk Analysis Unit بنایا ہے۔ اب اس کے چند parameters ہیں۔ ابھی جیسے سینیٹر صاحب کہہ رہے تھے اور اس میں یہ ہے کہ کیا کوئی 18 سے 32 سال کے درمیان پہلی دفعہ travel کر رہا ہے۔ اگر کر رہا ہے تو کیوں کر رہا ہے اور وہ کس district سے ہے۔ پاکستان میں پانچ سے سات ایسے districts ہیں جہاں ہر دوسرے گھر والا باہر ہے۔ اس کے بعد اس کو دیکھا جاتا ہے اور اس طرح یہ ساری

investigation کی جاتی ہے۔ کئی ایسے ممالک ہیں جہاں جا کر یہ facilitation ہوتی ہے۔ مجھے یہ بتایئے کہ اگر ایک بندے کے پاس پاسپورٹ ہے، ویزا ہے، lawful documents ہیں تو کس قانون کے تحت آپ اسے offload کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے ایک سال میں جو offloads کیے ہیں، یہ پچھلے سال سے پانچ گنا زیادہ ہیں۔ اس profile میں five times more offloading کی گئی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ ڈنکی کیسے کہتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ کئی لوگ اس کے مدعی بننے کو تیار نہیں ہیں اور کئی لوگ خود risk لیتے ہیں۔ میں نے یہ figures دی ہیں۔ صرف لوگ گرفتار نہیں ہوئے بلکہ ہم باہر سے بھی human smugglers پاکستان لے کر آئے ہیں اور سزا میں اضافہ کروایا ہے۔ ان کی جائیداد اور accounts confiscated اور blocked ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے وہ لوگ بھی پکڑے ہیں جو red book میں شامل تھے لہٰذا کوئی کمی نہیں ہے۔

جناب! یہ صرف economy کا issue نہیں ہے کہ لوگ کمانے جاتے ہیں بلکہ ایک social issue بھی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ میرا کزن، میرا بھائی، میرے محلے اور میرے گاؤں میں فلاں شخص فلانی جگہ سے روز TikTok videos بھیجتا ہے تو میں نے بھی وہیں جانا ہے تو یہ اس طرح ایک social issue بھی ہے۔ اسے ہم highlight تو کرتے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہمارے millions of Pakistanis دنیا میں lawfully رہ رہے ہیں اور lawfully گئے ہیں۔ چند ایک کرتے ہیں اور ان پر سخت ترین کارروائی کی جا رہی ہے۔ اب دیکھ لیں کہ اگر boat incident یا اس طرح کا کوئی اور incident ہو بھی اور اللہ نہ کرے ہو لیکن پچھلے کوئی آٹھ سے نو مہینے میں ایسا کوئی incident report نہیں ہوا ہے۔ بس میری آخری گزارش ہے کہ لندن میں ایک کانفرنس ہوئی۔ اس میں تمام European ممالک، تقریباً 50 delegations اور 20 Interior Ministers تھے۔ میں وہاں پاکستان کی طرف سے نمائندگی کر رہا تھا۔ ہم نے اپنا مؤقف دیا۔ زیادہ تر ممالک نے ہمارے کام کی تعریف کی۔۔

(جاری۔۔۔۔۔T07)

T07-15July2025 Babar/Ed:Shakeel 5:10pm

سینیٹر محمد طلال بدر: --(جاری)-- ہم نے اپنا مؤقف دیا ہے۔ زیادہ تر ملکوں نے ہمارے کام کی تعریف کی ہے، اور ہم نے جس طرح immigration میں improvement لے کر آئے ہیں، IBS system میں اس کو online کرنے میں، passport میں اور اس کے بعد اپنے laws میں جو تبدیلی لے کر آئے ہیں۔ ہم نے ان سے گزارش کی ہے کہ یہ certain

routes ہیں، جب تک ان routes کے متعلقہ ملک joint working group اور investigation اکٹھے نہیں کریں گے تب تک مسائل رہیں گے۔ پاکستان ان چند ملکوں میں شامل ہے جو کہیں incident ہو تو ہماری ٹیم investigate کرتی ہے۔ سر، پچھلے ایک سال سے ہم نے یہ offer کیا ہے، اور internationally بھی cooperation میں کم از کم acknowledge کیا گیا ہے کہ human smuggling کے بارے میں پاکستان کی efforts بہت زیادہ ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you have come prepared no supplementary questions will be taken the question hour is over

یہ Leave of Absence لیتے ہیں اسکے بعد آپ بات کرلیں۔

<u>Leave of Absence</u>

Mr. Chairman: Senator Nasir Mehmood has requested for the grant of leave for the whole 351st Session due to personal engagement. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Mohammad Ishaq Dar has requested for the grant of leave for 19th, 20th and 21st June, 2025 during the 351st Session due to official visit abroad. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui has requested for the grant of leave for 19th, 20th and 21st June, 2025 during the 351st Session due to official visit abroad. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Abdul Wasay has requested for the grant of leave for 10^{th}, 20^{th} and 21^{st} June, 2025 during the 351^{st} session due to personal engagements. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Sarmad Ali has requested for the grant of leave for 21^{st} June, 2025 during the 351^{st} session due to personal engagements. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Syed Kazim Ali Shah has requested for the grant of leave from 18^{th} to 21^{st} June, 2025 during the 351^{st} Session due to personal engagements. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Samina Mumtaz Zehri has requested for the grant of leave for 15^{th} and 16^{th} May, 2025 during the 350^{th} Session and for the whole session the 351^{st} session due to illness. Is leave granted?

(*Leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Naseema Ehsan has requested for the grant of leave for the whole session the 351^{st} Session due to personal engagements. Is leave granted?

(*leave was granted*)

Mr. Chairman: Senator Quratulain Marri has requested for the grant of leave for the 20th and 21st July, 2025 during the 351st Session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui: One second, Irfan-ul-Haque Siddiqui sahib did you talk to the media?

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی۔

جناب چیئرمین: میں نے بھیجا تھا عرفان الحق صدیقی صاحب کو وہ اس کا جواب دینا چاہ رہے and Minister is also present یہ اسی چیز پر بات ہو رہی ہے you are little late پہلے ہو چکی ہے بات ان کی اس پر۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی ہدایت کے مطابق گیا ہوں، اور جرنلسٹوں سے بڑی تفصیلی بات ہوئی ہے۔ ان کی شکایات اور مشکلات سنی ہیں۔ وہ particularly ایک واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں جو کل پرسوں یا دو دن پہلے پنڈی کے ایک تھانے میں وقوع پذیر ہوا۔ ان کی تنظیم کے جو صدر تھے، وہ کسی صحافی کے بارے میں پوچھنے گئے کہ اسے کیوں لایا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس صحافی کے بارے میں معلومات دی جاتیں، ان کو بھی پکڑ لیا گیا، حوالات میں بند کر دیا گیا، manhandling کی گئی اور بے عزتی کی گئی ان کے مطابق۔ اس معاملے میں تھوڑی سی تفصیل میرا خیال ہے وزیرِ مملکت برائے داخلہ بھی دیں گے۔ لیکن ان کا مطالبہ یہ ہے، اور میں سمجھتا ہوں جائز بات ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کی تحقیقات کے لیے، اس کی مزید تفصیلات سامنے لانے کے لیے یا اگر کوئی culprit ہے تو اس کا جائزہ لینے کے لیے، اس معاملے کو سینیٹ کی Interior کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اس طرح وہ بھی آ جائیں گے، اور متعلقہ پولیس کے لوگ بھی آئیں اور اس پر اپنا مؤقف پیش کریں۔ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں یہ تجویز آپ کے سامنے، چیئرمین صاحب کے سامنے رکھ دوں گا۔ اگر چیئرمین صاحب مناسب سمجھتے ہیں تو یہ معاملہ Interior کمیٹی دیکھ لے گی۔ ایک تو یہ بات ہوئی ہے سر، دوسری ایک بات انہوں نے کی ہے جو میں سمجھتا ہوں بہت مناسب بات ہے۔ میں پچھلے چیئرمین صاحب سے بھی کہہ چکا ہوں اور اب آپ سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے توسط سے وہ چاہتے ہیں کہ ایک coordination کمیٹی بن جائے۔ بجائے اس کے کہ جس دن وہ بائیکاٹ کریں، کوئی سینیٹر آ کر ملے، ہم سے بات کرے، آپ سینیٹرز کی ایک دو تین ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا دیں جو میڈیا کو coordinate کرے۔ ایک میڈیا رابطہ

کمیٹی جو مسلسل آپس میں رابطے میں رہے، کبھی informally اور کبھی formally ملتے رہیں۔ یہ ان کی تجویز ہے اور بڑی اچھی اور مناسب تجویز ہے۔ میرا خیال ہے آپ ابھی چاہیں یا بعد میں چاہیں اس پر فیصلہ کر لیں۔ ابھی چونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کی یہ ڈیمانڈ لے کر جاؤں گا، انہوں نے کہا ہے کہ اگر ہماری یہ ڈیمانڈ قبول کر لی جاتی ہے اور معاملہ کمیٹی کے پاس چلا جاتا ہے تو ہم فی الحال اپنی باقی تمام چیزوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے، اپنا بائیکاٹ ختم کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Yes Minister for interior.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب گزارش ہے، جمعرات رات کو Exactly موبائل اس لیے پکڑا ہے تاکہ میں آپ کو Time بتا سکوں۔ کوئی ایک بجے کے بعد مجھے beat reporter رپورٹر، یہاں ہیں شیرازی صاحب، انہوں نے بتایا کہ اس طرح کوئی Issue بن گیا ہے۔ اسی وقت رات کو میں نے سی پی او صاحب سے بات کی۔ پہلے تو بات نہیں ہوئی، تھوڑی دیر لگی، پھر بات ہو گئی۔ سر انہوں نے اس Incident پر اپنا Detailed موقف دیا۔ ان کے دو لوگ تھے؛ ایک پہلے وہاں تشریف لے گئے، جس کی وجہ سے وہاں جھگڑا ہوا، اور پھر ایک اور صحافی ان کو وہاں سے Rescue کرنے یا ان کے لیے گئے۔ اس پر Decide یہ ہوا کہ انہوں نے کہا کہ جو بعد میں آئے ہیں، ان کو ابھی بالکل بھیج دیتے ہیں۔ میں نے ان کو کال کر کے ان سے Coordination کروادی، اس اطمینان کے ساتھ کہ یہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ صبح تک وہاں رہے، پھر اس کے بعد وہ دونوں لوگ ملے۔ میری گزارش یہ ہے کہ دو سے تین دن دیں۔ یہ ہمارے حصّہ ہیں، جرنلسٹ ہیں۔ ان کے بغیر تو House بھی Complete نہیں ہوتا۔ وہ تشریف لائیں، اگر ان کی تسلی نہ ہو، اور جس طرح یہ چاہتے ہیں کہ اگر کسی کی کوئی غلطی ہے تو کارروائی ہو، تو اس کے بعد معاملہ کمیٹی میں بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ معاملہ کمیٹی میں بھیج دیں۔ لیکن، اگر اس سے پہلے ہی ان کا یہ معاملہ میں کسی حل کی طرف کرواسکوں یا ہو جائے کیونکہ پنجاب Government کے متعلق ہے پھر میرا خیال ہے یہ Committee میں بھیج دیں، ہے بھی پنجاب Government کا۔

جناب چیئرمین: اس پر میں یہ کہوں گا، since Mr Irfan ul Haque Siddiqui، Parliamentary Leader Pakistan Muslim League Noon، ruling party نے ان کو Commitment دی ہے، تو ان کی Commitment کو ہم Honor کرتے ہیں۔ تو میں اس کو Information Committee میں Refer کرتا ہوں۔

Senator Ali Zafar and ،I set up Committee of Senator Irfan ul Haque Siddiqui

Senator Sherry Rahman. یہ ایک Permanent Committee ہو جائے، تاکہ ہر موقع پر فوری طور پر لوگوں کو اٹھانا نہ پڑے، آپ جائیں اور منائیں۔ ایک Permanent ہو تاکہ وہ easily جاسکے

and if they like to cope some body that's up to them.

(اس موقع پر پریس گیلری میں صحافی واپس آ گئے)

جناب چیئرمین: leave of absence ہو گیا ہے۔ جی سینیٹر محسن عزیز۔

Point of Public Importance raised by Senator Mohsin Aziz regarding closure of Utility Stores Corporation of Pakistan.

سینیٹر محسن عزیز: جناب دو شکایت کرنا چاہ رہا ہوں پبلک interest میں بھی and in the interest of the house. One is that this is my eleventh year in this august house. اس میں ہم نے۔۔۔

(جاری۔۔۔۔۔ T08)

T08-15July2025 Ali/Ed: Mubashir 05:20 pm

سینیٹر محسن عزیز: (جاری ہے۔۔۔۔۔) اس میں ہم نے اپنی حکومت کا بھی وقت دیکھا ہے اور اپوزیشن کا بھی وقت دیکھا ہے، پہلے اپوزیشن میں تھے پھر حکومت میں تھے اب پھر اپوزیشن میں ہیں۔ لیکن اس سال میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جب سے یہ Session شروع ہوا ہے یہ term شروع ہوا ہے کبھی بھی کوئی بھی Presiding Officer from this largest party which is represented in the House, is PTI اس سے پریذائیڈنگ آفیسر وہاں پر appoint نہیں کیا جا رہا ہے۔ جس پر مجھے تشویش بھی ہے اور تھوڑی سی شرمندگی بھی ہے کہ why is this discrimination being done for the last one and a half year اس کو تو آپ ضرور کریں، دیکھیں۔

دوسری چیز یہ ہے جی کہ یہاں پر جو ہمارا House Business ہوتا ہے وہ اتنا delay ہو جاتا ہے کہ سر سے پانی بھی گزر جاتا ہے، خدانخواستہ جو قتل ہونا ہے وہ ہو بھی جاتا ہے، جو نقصان ہونا ہے ہو بھی جاتا ہے اور اس کے بعد یہاں پر وہ discuss کیا جاتا ہے۔

میں refer کر رہا ہوں میرا ایک calling attention ہے، 23-01-2025 کو یہاں submit کیا گیا House میں نہیں آیا، 31-01-202 کو submit کیا گیا نہیں آیا، 24-02-2025 کو submit کیا گیا نہیں آیا، 13-03-2025 کو submit کیا گیا نہیں آیا۔ آج 25-06-2025 کو دوبارہ میں نے submit کروایا ہے

and that is regarding a point of public interest, importance and that was regarding the closure of utility stores of Pakistan.

اس وقت left right سے جو خبریں آ رہی تھیں کہ یہ ہونے والا ہے، یہ ہو جائے گا، اس کی ضرورت نہیں ہے اور وہ feelers اخبار میں آ رہے تھے، ہم میڈیا میں اس کو سن رہے تھے، اس وقت میں نے اس کو raise کیا تھا۔ آج یہ پانی سر سے گزر چکا ہے، آج یہ stores بند کر دیے گئے ہیں، utility stores غریب کے لیے بنا تھا، اس کو بند کر دیا گیا ہے اور ان کے جو receivables ہیں، ان کے جو payables ہیں وہ بھی ختم ہو گئے۔ یعنی کسی نے ان کو مال supply کیا ہے اس کو پیسے نہیں مل رہے .they are going into a default ان کے جو لوگ ہیں ان کو unemploy کر دیا گیا ہے، ان کے future کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا کریں گے، کس جگہ پر ان کو نوکری ملے گی اور ان کا کیا حشر ہو گا۔ جناب! میں جب چھوٹا تھا، اس زمانے میں ڈپو ہوتا تھا، ہم اس سے سامان خریدا کرتے تھے۔ ایک employment exchange ہوتی تھی، آٹا چینی اس طرح کا راشن یہاں دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سوچا گیا کہ عوام کے لیے especially for the essential items ان کو یہاں پر یہ چیزیں مفت نہ دی جائیں لیکن کم از کم black market کی قیمت میں یا بہت زیادہ قیمت میں بھی نہ دیا جائے۔

اس میں یہ ضرور ہے کہ بعض سٹور بہت زیادہ نقصان کر رہے ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اگر آپ نے کرنا ہے تو آپ ان کو consolidate کر دیں، آپ کچھ stores کو بند کر دیں، آپ باقیوں کو شروع کریں۔ لیکن ان کو یکسر بند کر دیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: It’s an important issue, I refer it to the standing Committee.

Senator Mohsin Aziz: Please refer it to the standing Committee and also please ask them to put this Calling attention of mine or Motion under Rule 218 in the House as well.

جناب چیئرمین: سینیٹر فیصل سلیم رحمان، یہ ایک ان کا important ہے۔ پانچ منٹ کے بعد دیتا ہوں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Extradition (Amendment) Bill, 2025]

Senator Faisal Saleem Rehman: I, Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, present report of the Committee on the Bill further to amend the Extradition Act, 1972 [The Extradition (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Faisal Saleem Rehman, Order No.4

Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025]

Senator Faisal Saleem Rehman: I, Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, present report of the Committee on the Bill further to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Faisal Saleem Rehman, Order No.5.

Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025]

Senator Faisal Saleem Rehman: I, Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, present report of the Committee on the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Faisal Saleem Rehman, Order No.6.

<u>Presentation of report of the Standing Committee on Interior and Narcotics Control on a Point of Public Importance regarding shortage of water supply in Islamabad particularly in Sector G-6/4</u>

Senator Faisal Saleem Rehman: I, Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, present report of the Committee on a point of public importance raised by Senator Fawzia Arshad, on 23rd May, 2025, regarding shortage of water supply in Islamabad particularly in Sector G-6/4.

جناب! اس کے متعلق رپورٹ تو پیش کر دی ہے لیکن کمیٹی میں یہ decide ہوا تھا کہ سینیٹر فوزیہ صاحبہ کو وہاں پر Interior Task Force کی meeting میں بلائیں گے اور ادھر ان کو بتایا جائے گا۔ جبکہ انہوں نے یہاں پر کہا بھی اور اس سے پہلے اپنے Question میں بھی اور ابھی بھی انہوں نے یہ کہا ہے کہ انہیں نہیں بلایا گیا۔ رپورٹ تو ہم نے جمع کروا دی ہے۔

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Bushra Anjum Butt, on her behalf, Order No.7.

<u>Presentation of report of the Standing Committee on Federal Education and Professional Training on [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025]</u>

Senator Fawzia Arshad: I, Senator Fawzia Arshad, on the behalf of Senator Bushra Anjum Butt Chairperson, Standing Committee on Federal Education and Professional Training, present report of the Committee on the Bill further to amend the Federal Board of Intermediate and Secondary Education Act, 1975 [The Federal Board of Intermediate and Secondary Education (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid. Interior Minister.

<u>Laying of the Capital Development Authority (Amendment) Ordinance, 2025 (Ordinance No.111 of 2025)</u>

Senator Muhammad Tallal Badar (State Minister for Interior and Narcotics Control): Sir thank you very much, I wish to lay before the Senate, The

Capital Development Authority (Amendment) Ordinance, 2025 (Ordinance No.111 of 2025), as required by Clause 2 of Article 89 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: Ordinance stands laid. It is laid first in the Senate. Therefore, in terms of paragraph B of Clause (3) of the Article 89 of the Constitution, it will be treated as a Bill introduced in the Senate. Accordingly, the Bill stands referred to the Standing Committee concerned.

<u>Laying of an authenticated copy of the Address of the President of Pakistan made under Clause 3 of Article 56 of the Constitution</u>

Barrister Aqeel Malik (State Minister for Law and Justice): Thank you Mr. Chairman, I on behalf of Minister for Parliamentary Affairs lay on the Table of the House an authenticated copy of the Address of the President of Pakistan made under Clause (3) of Article 56 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan before both Houses assembled together on 10th March, 2025, as required by Sub-Rule (2) of Rule 32 of the Rules and Procedure and Conduct of Business in the Senate2012.

Mr. Chairman: A copy of the President's address stands laid.

اس کے لیے یہ تھا کہ کوئی Adjournment Motion move نہیں ہوسکتا تھا جب تک President's Address نہ ہو۔

So I will give them limited time, so that they should wind up the speeches and the House should not suffer. Order No.10 Tariq Fazal Chaudhary Sahib.

<u>Motion of Thanks on the President's Address</u>

Minister Barrister Aqeel Malik (State Minister for Law and Justice): I, on behalf of Minister for Parliamentary Affairs, move the following Motion.

"This House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 10th March2025."

Mr. Chairman: I will allot time for the discussion on the President's address. In the meantime, the Parliamentary Party Leaders are requested to provide the list of speakers of the respective to the Secretary Senate. Calling Attention, this is a very important. There is a Calling Attention Notice, Order No.11, in the name of Senator Abdul Shakoor Khan, please raise the matter.

Calling Attention Notice raised by Senator Abdul Shakoor Khan regarding Alarming rise in polio cases across the country, especially in Balochistan

سینیٹر عبدالشکور خان: بہت شکریہ جناب چیئر مین۔ جناب! پولیو کے مسئلے کو میں دو اطراف سے دیکھوں گا، ایک تو بیماری کے حوالے سے اور دوسرا نہ سمجھنے کے حوالے سے ہے۔ میرے خیال سے بیماری کے حوالے سے اس کا مسئلہ اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ویسے تو پوری دنیا سے یہ ختم ہو چکی ہے اور صرف دو تین ملک رہتے ہیں جس میں ہمارا بد قسمت ملک بھی شامل ہے۔ تو اس میں ایک propaganda کہہ لیں، ایک جنگ ہی کہہ سکتے ہیں اس کو بڑا propaganda کیا گیا ہے ہمارے معاشرے میں کہ یہ غلط ہے اس کو نہیں کرنا ہے اور یہ مذہب کے بھی خلاف ہے۔ تو میری Calling Attention Notice کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس کی آگاہی کے لیے ایک مہم چلائی جائے، جس میں علمائے کرام، جس میں مشران اور جس میں civil society کے لوگوں کو اس میں شامل کیا جائے اور خاص کر علماء اس میں بہت کم ہے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس میں علماء کو involve کیا جائے۔ (جاری-----T09)

T09–15July2025 Imran/ED: Waqas 05:30 pm

سینیٹر عبدالشکور خان: (جاری---) میری یہ گزارش ہے کہ اس میں علما کو involve کیا جائے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ میں اس کا مسئلہ بہت زیادہ ہے تو میری گزارش ہے کہ اس کو علما کے حوالے کیا جائے اور اس میں علما کو involve کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی منسٹر صاحب۔

Syed Mustafa Kamal (Minister for National Health Services)

سید مصطفیٰ کمال (منسٹر برائے نیشنل ہیلتھ سروسز): چیئر مین صاحب! بہت شکریہ۔ ہمارے سینیٹر صاحب نے جو بات کی ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔ دیکھیں، پاکستان اُن دو ممالک یعنی افغانستان اور پاکستان میں سے ایک ملک ہے جہاں پر یہ Polio virus موجود

ہے اور باقی پوری دنیا Polio free ہو چکی ہے۔ حکومت پاکستان وزیر اعظم پاکستان کی direct سربراہی میں اور منسٹری اور تمام provincial ministers تمام صوبے بھر میں اور اُس کے بعد اس کے نیچے تمام coordinators اور تمام لوگ اس بارے میں ان تھک کام بھی کر رہے ہیں۔

جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب تو detail سے جمع بھی ہے اور میں ابھی last week بلکہ دس دن پہلے صرف اسی ایک issue پر وزیراعظم صاحب کی ہدایت پر خود بلوچستان گیا تھا۔ میں وہاں چیف منسٹر صاحب سے ملا۔ پھر اُس کے بعد وہاں پر ہمارے جو صوبائی وزیر صاحب ہیں، ان سے اور ان کے بعد چیف سیکریٹری صاحب اور ان کی تمام ٹیم سے بھی ملا۔ There was only one point agenda which was Polio.

جناب! میں سینیٹ کی اس august gathering کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال 79 cases تھے اور اس سال 14 cases آئے ہیں اور ان 14 cases میں سے ایک بھی بلوچستان کا نہیں ہے، الحمد للہ، جیسا کہ اس سوال میں پوچھا گیا تھا۔ پانچ cases بنوں کے علاقے سے ہیں جہاں پر ہماری تین سال سے access نہیں ہو سکی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ پاکستان کے لوگوں کو اس forum کے ذریعے، آپ تمام سینیٹر صاحبان اور public representatives کے ذریعے جو misconception کی بات ہوئی ہے، وہ بالکل موجود ہے۔

جناب، ہمارے ہاں پولیو کی vaccine کو پلانے کے حوالے سے ایک بہت بڑا refusal ہے۔ جناب، یہ misconception time کے ساتھ پتا نہیں کس طرح سے لوگوں کے دماغوں میں ڈالی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس august House کے forum پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اس میں ذرہ برابر بھی کوئی شواہد ہوتے کہ ان دواؤں میں کوئی بیماری ہے یا کوئی مسئلے مسائل ہیں تو پوری دنیا اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہوتی کیونکہ جہاں جہاں پولیو ختم ہوا ہے، وہ یہی دوا پلا کر ختم ہوا ہے۔

پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ حکومت، myself اور میں اگر اپنے آپ کو کہوں کہ کیا ہم اتنے بُرے لوگ ہیں کہ اپنے بچوں کو خدانخواستہ کسی دنیاوی gain کے لیے غلط دوا پلا رہے ہیں۔ ہم خدانخواستہ کوئی بُری چیز پلا رہے ہیں جس سے کہ بچہ بیمار یا اپاہج ہو جائے۔

تیسری بات یہ کہ پاکستان کے تقریباً ہر ڈسٹرکٹ سے Polio viruses positive آ رہے ہیں۔ Means what, کہ ہمارے environment میں یہ پولیو موجود ہے۔ اگر آج پاکستان میں پولیو کے virus کی موجودگی کے جو حالات ہیں تو اس حوالے سے

اگر cases آئیں تو تقریباً بیس سے پچیس ہزار cases ہر سال detect ہونے چاہیں۔ بیس سے پچیس ہزار لیکن آئے کتنے ہیں، چودہ۔ تو یہ بیس سے پچیس ہزار cases کیوں نہیں آئے؟ وہ اسی وجہ سے نہیں آئے کہ پولیو کے virus کی موجودگی کے باوجود وہ بچے جنہوں نے پولیو کے قطرے پی رکھے ہیں

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر سیدال خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پلیز۔

سید مصطفیٰ کمال: جن بچوں کے والدین نے پولیو کے قطرے پلا رکھے ہیں، وہ اس پولیو کے virus سے بچ رہے ہیں۔ Mind you میں اس forum سے پاکستانیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کینسر کا علاج ہے لیکن خدانخواستہ اس پولیو کے لگ جانے کے بعد دنیا میں اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے صرف احتیاط کی جا سکتی ہے، بس۔

اگر خدانخواستہ اس میں کوئی مسائل ہوتے تو آج دنیا ان مسائل میں گرفتار ہو چکی ہوتی۔ میں اس point of view سے سینیٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں جس طرح آپ فرما رہے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک religious طبقہ یعنی علما حضرات کو Involve کرنا چاہیے تو ایسا ہم کر رہے ہیں اور ہمیں اور بھی کرنا چاہیے۔ اس میں آپ تمام لوگوں کی بھی مدد چاہیے لیکن ہمیں جو ایک fact reveal ہوا ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ normally یہ concept یا یہ بات ہے کہ افغانستان میں drive نہیں ہوتی یا طالبان کی حکومت یہ پولیو کے قطرے نہیں پلوانے دیتے۔ عام اور common perception یہی ہے۔ میں آپ کو record پر لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت طالبان کی حکومت قندھار کے علاوہ پورے افغانستان میں extensive قسم کی Polio drive کر رہی ہے۔ صرف قندھار میں وہ door to door نہیں جانے دیتے کیونکہ وہاں اُن کی leadership رہتی ہے۔ تو وہ پھر کیا کرتے ہیں؟ وہ تمام مساجد میں بچوں کو جمع کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں آ کر بچوں کو پولیو کے قطرے پلا دیں۔ وہ قندھار میں door to door نہیں جانے دیتے۔ Other than Kandahar, پورے افغانستان میں extensive قسم کی Polio drive چلی ہے۔ So much so کہ جو اُن کی پچھلی دو drives تھیں، وہ ایک ساتھ ہماری dates کے ساتھ اُن کی drive شروع ہوئی ہیں اور ہماری dates کے ساتھ اُن کی drive ختم ہوئی ہے۔

تو پاکستان میں جن لوگوں کے دماغوں میں یہ بات ہے کہ religious point of view سے یا social point of view سے افغانستان میں یہ نہیں پلائے جا رہے ہیں اور دیکھو کہ وہاں پر کچھ نہیں ہے تو ان کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ذرا معلوم کر لیں کہ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے بلکہ اگر ہم نے خدانخواستہ اپنے اس طور طریقے کو نہیں بدلا، دیکھیں میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس پولیو کے حوالے سے ہمارے اور provincial government کے پاس یہ قانون موجود ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کو یہ نہ پلائیں تو اُن کو پولیس تھانے میں لے کر آئے اور اُن کو پولیو کے قطرے پلائے۔ میں نے اس کام کو کرنے سے منع کیا ہے کہ اس سے ہمارے بارے میں جو negative perception ہے، وہ اور زیادہ strong ہو رہا ہے کہ بھائی، ایسی کیا آفت آ گئی ہے کہ آپ ہمیں پانی نہیں دے رہے، ہمیں دوا نہیں دے رہے یا xyz نہیں دے رہے اور یہ پولیو کے قطرے ہمیں آپ gunpoint پر پلوا رہے ہیں۔ تو میں نے آنے کے بعد منع کیا کہ یہ نہ کریں۔ ہم security کو security یا اور چیزوں کے لیے استعمال کریں لیکن بچے کو پولیو کے قطرے پلانے کے لیے پولیس استعمال نہیں ہونی چاہیے۔

جناب! جہاں جہاں بڑے refusers ہیں وہاں ہم نے request کی کہ ہر گلی کا جو influencer ہے، ہر گھر کا جو influencer ہے، کوئی مسجد ہے، کوئی teacher ہے، کوئی برادری کا بڑا ہے، کوئی گھر کا بڑا ہے، کوئی political leader ہے، کوئی نہ کوئی influencer ہے جس کو استعمال کرکے اُن والدین سے تو پوچھیں کہ کیا آفت آ گئی ہے کہ تم اپنے بچے کو اس بیماری سے بچانا نہیں چاہتے؟ اُس کے سوالات کا جواب دیں، ہمارے پاس ہر سوال کا جواب ہے۔ تو اُس کو convince کرکے اس کام کو کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک لوگوں میں یہ reluctancy ختم نہیں ہو گی، دنیا میں کہاں ایسی بات ہے کہ آپ کسی کے بچے کی جان بچانے جائیں اور آپ پر آگے سے گولی چل رہی ہو۔ ہمارے ہاں عجیب phenomena ہے۔

تو میں آپ کے توسط سے، I am so glad کہ آپ نے یہ issue اٹھایا ہے، میں آپ کو اور پورے House کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نہ یہ opposition کا مسئلہ ہے، نہ یہ حکومت کا مسئلہ ہے، نہ یہ کسی سیاسی جماعت کا مسئلہ ہے اور نہ کسی political or religious party کا مسئلہ ہے بلکہ یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ یہ میرا nightmare ہے کہ کہیں ہم دنیا میں اکیلے نہ رہ جائیں۔ ابھی صرف دو ممالک ہیں اور اس چکر میں کہیں ہم دنیا میں اکیلے ہی نہ رہ جائیں۔ تو ہمیں اس سے جان چھڑا لینی چاہیے اور ہم چھڑوا بھی سکتے ہیں۔ بہت فرق ہے، last year 73 cases تھے اور اس سال ابھی تک چودہ ہیں ان چودہ میں سے 5 cases ایک ہی جگہ سے ہیں جہاں

پچھلے تین سالوں سے ہمارا وہاں پر access ہی نہیں ہے۔ تو میری یہ گزارشات ہیں اور اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ۔ اس کے بعد یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمٹایا جاتا ہے۔آرڈر نمبر 12. سینیٹر محسن عزیز صاحب آرڈر نمبر 12 کا جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے، اس پر آپ بات کریں۔

Calling attention notice raised by Senator Mohsin Aziz regarding the closure of large-scale manufacturing industries causing un-employment

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ چیئرمین صاحب۔ جناب اس کا جواب کو دے گا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب بیٹھے ہیں جی۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب manufacturing sector جو ہے اور خاص طور پر large manufacturing sector ہر ملک کی ترقی، خوشحالی اور اُس کی بہبود کے لیے نمایاں کردار ادا کرتا ہے جیسے کہ GDP growth ہو، جیسے کہ labour employment ہو، technical employment ہو، youth employment ہو، exports ہوں، import substitution ہو یا taxes and revenue ہو۔ اسی طریقے سے پاکستان میں بھی اگر دیکھا جائے تو one fifth of labour force اور یہاں کی employment یہ large manufacturing sector دیا کرتا تھا۔ ہماری 85 percent exports اسی sector سے آیا کرتی تھیں اور تقریباً 60 percent of FBR revenue بھی یہی sector ادا کیا کرتا تھا۔

اب اس میں کوئی اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے اور سمجھنے کے لیے بھی کوئی اتنے بڑے اعداد و شمار کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر آپ 2019-2020, 2020-21, 2021-22 کے تین سالوں کو دیکھیں تو اس میں۔۔۔ (جاری۔۔۔T10)

سینیٹر محسن عزیز: (جاری۔۔۔) اگر آپ 2019-2020, 2020-21, 2021-22 کے تین سالوں کو دیکھیں تو large manufacturing کی growth 7% سے شروع ہوئی جو 9% پر گئی اور پھر آخر میں 11.7% پر پہنچی۔ اس کے بعد نہ جانے کیا ہوا کہ اس کا downfall شروع ہوا جو آج تقریباً negative growth 1.9% پر آ گئی ہے۔ اگر آپ اس کا مقابلہ 11.7% سے کریں، آپ نے 11.7% loss کر دیا جو آپ نے gain نہیں کیا اور تقریباً 2% کر دیا، اگر آپ اس طرح comparison کریں تو 13% کا loss آیا ہے۔ LSM کی output 3.5% decline ہوئی ہے۔ Chemical sector 11.3% negative ہے، fertilizer 1.9%, RNL steel 11.7%, میں آپ کو یہ سب negative growth بتا رہا ہوں۔ Fabricated metals 16%, machineries 28% and furniture جس میں large manufacturing بھی آتی ہے اور medium manufacturing بھی آتی ہے، وہ تقریباً 61%. جناب والا! اگر آپ اس کا comparison کریں تو اس کی وجوہات بہت ہوں گی، میں آگے چل کر وہ بیان کروں گا۔ آپ صرف textile sector کو دیکھ لیں جس کے 2018 سے پہلے اچھے اعداد و شمار نہیں تھے، اس کی production میں decline آ رہا تھا، یکدم وہ positive جانے لگا اور بند industry چلنے لگ گئی۔ اس کے علاوہ new industry, new spindles, new weaving machines, new garment factories معرضِ وجود میں آئیں۔ اس وجہ سے پاکستان کی exports بڑھ گئیں اور ایسا وقت بھی آیا کہ اس main sector میں skilled labour ملنا مشکل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد کس policy کے تحت، کہاں سے نظر لگی، ہمارے پاس کون ابنِ بطوطہ آیا کہ بجلی کی قیمت تین گنا بڑھ گئی، گیس کی قیمت تین گنا بڑھ گئی، interest rate 24% پر چلا گیا، آج ایک سو اسّی سے دو سو کے قریب mills بند ہو چکی ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، وجہ بینک بھی ہو سکتا ہے، FBR بھی ہو سکتا ہے، دیگر مشکلات بھی ہو سکتی ہیں، بہت ساری ایسی industries ہیں جو عملاً بند ہیں، وہ three shits کی بجائے ایک shift چلا رہے ہیں اور وہ اپنے آپ کو بند declare بھی نہیں کر رہے۔

جناب والا! حکومت کی وجہ سے captive plants gas پر لگائے گئے تھے، وہ بھی آخر میں آ کر کس نے سودا کیا، کس نے اس پر کیا سوچا کہ انہیں بھی بند کر دیا گیا ہے۔ This will prove to be final nail in the coffin. انہوں نے captive plants خاص طور پر textile industry میں بند کر دیا، ان کی گیس کی قیمت کو دگنا کر دیا۔ یہ میرا survey نہیں ہے، یہ مختلف

surveys ہیں، اڑھائی لاکھ لوگ textile industry سے unemployment کی طرف گئے ہیں، میں new employment کی بات نہیں کر رہا۔ ایک survey کے مطابق اگر overall دیکھا جائے تو پچھلے تین سالوں میں اس ملک میں سات لاکھ لوگ unemployed ہوئے ہیں۔ NAB کہتا ہے کہ flight of capital ہو گیا، یہاں یہ کہتے ہیں کہ اس ملک سے کئی لاکھ لوگ روزگار کی تلاش میں باہر چلے گئے ہیں۔ آپ آئے روز دیکھتے ہیں کہ کس طرح کشتیاں ڈوب جاتی ہیں، لوگ کس طرح تباہ ہو جاتے ہیں، صرف اس لیے کہ یہاں انہیں دو وقت کی روٹی اور نوکری نہیں ملتی۔ اگر آپ International Labour Organization کا ذکر کریں تو انہوں نے پاکستان کو ان حالات میں worn کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ آپ corrective measures لیں، اگر آپ نے corrective measures نہ لیے تو یہ آپ کے لیے serious مسئلہ اور زیادہ serious ہو جائے گا۔ آپ پاکستان کے passport کا level دیکھیں جو drop ہوتے ہوتے کہاں پہنچ گیا ہے۔

میں ایک figure آپ کو دینا چاہتا ہوں جو بہت دلخراش اور تکلیف دہ ہے، ہم FDI کی یہاں بات کرتے ہیں کہ foreign investment یہاں آئے گی، آپ کے پاس یہاں multinational foreign companies, Telenor نے 2023 میں اپنا دفتر بند کر دیا، Uber نے 2022 میں اپنا کاروبار Careem کو دیا جس نے 2025 میں آ کر اپنا دفتر بند کر دیا، Airlift, Eli Lilly جیسی company نے پاکستان میں اپنی manufacturing بند کر دی ہے۔ Proctor and Gamble, Lotte Pakistan ہے، یا وہ پاکستانیوں کو بیچ کر چلے گئے ہیں یا پھر انہوں نے اپنے دفاتر بند کر دیے ہیں۔ Microsoft جس نے 2025 میں اپنے دفاتر بند کر دیے ہیں۔ یہ بہت alarming situation ہے، یہ پاکستان کی employment کے لیے، پاکستان کی youth کے لیے، پاکستان کے GDP growth کے لیے، پاکستان کے tax revenue کے لیے، پاکستان کی exports کے لیے، اس کا اثر law and order پر بھی پڑتا ہے۔ اس لیے اسے یہاں نہ صرف discuss کیا جائے بلکہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو اس پر threadbare study کرے، اس کی وجوہات معلوم کرے اور corrective measures ایوان کے سامنے لائے جائیں۔ اس پر بحث ہونی چاہیے کیونکہ اس وقت اگر ہم نے اس کا سدباب نہ کیا تو خدانخواستہ بہت دیر ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی وزیر صاحب۔

Barrister Aqeel Malik, Minister of State for Law and Justice

بیرسٹر عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): شکریہ، جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب نے جو calling attention notice move کیا ہے، یہ نہایت اہمیت کا حامل ہے اور public importance کا معاملہ ہے۔ میرے خیال میں اس تمام معاملے کو بہت زیادہ vidal net cast کر دیا گیا ہے۔ ان کا calling attention notice large scale manufacturing industries کے حوالے سے ہے لیکن اس کو economic migration کے حوالے سے بھی جوڑ دیا گیا، foreign direct investment کے حوالے سے بھی جوڑ دیا گیا، even Microsoft etc., کے حوالے سے بھی جوڑ دیا گیا۔ I think from the very get go we should really clarify a few thing here, آپ نے Microsoft کی بات کی، Microsoft نے پوری دنیا میں downsizing کی ہے۔ میرے خیال میں حقائق کو چھپانے یا انہیں توڑ مروڑ کر پیش کرنے سے فائدہ نہیں ہے۔ Economic migration کی جو بات کی گئی ہے، وزیر مملکت برائے داخلہ نے وقفہ سوالات کے دوران بات کی، یہ تمام معاملات سامنے رکھے گئے کہ safer migration کو حکومت ترجیح دے رہی ہے، اسی کو prefer and support کر رہی ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ دیگر ممالک پاکستان کی work force سے مستفید ہوں اور safer and legal migration ہونی چاہیے۔

انہوں نے اڑھائی لاکھ بے روزگاری کی بات کی اور کسی survey کا بتایا، یہ ہمیں بھی بتادیں کہ وہ survey report کون سی ہے تاکہ اس کا reference آجائے تو میں بھی اسے دیکھ سکوں اور عوام بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس کی copy وزیر صاحب کو دے دیں۔

بیرسٹر عقیل ملک: میں ان کے calling attention notice کے حوالے سے حکومت کے end پر موجود details انہیں فراہم کر دوں گا لیکن اس کے few salient features or points کو بھی دیکھنا چاہیے۔ پچھلی حکومت کے دور میں جو economic crisis گزرے، اس میں high interest rate سب سے بڑا factor ہے جس نے large scale manufacturing industry کو affect کیا ہے۔ Energy prices increase کر رہی تھیں، rupee کی depreciation بہت زیادہ تھی، یہ تمام ایسی چیزیں تھیں جنہوں نے تمام production industry کو adversary affect کیا ہے۔

(جاری---T/11)

جناب بیرسٹر عقیل ملک: (وزیر مملکت برائے قانون وانصاف) (جاری۔۔۔) روپے کی depreciation بہت زیادہ تھی۔ یہ تمام ایسی چیزیں تھیں جنہوں نے ہماری industry کو adversely affect کیا ہے بالخصوص production industry, manufacturing industry اور اس تمام تر معاملے نے industrial growth کو بھی slow down کیا ہے۔ جو large scale production manufacturing ہے اس میں بھی جو ایک main factor آتا ہے وہ demand and supply کے حوالے سے ہے۔ آپ کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ Industry کے حوالے سے demand and supply ایک major contributing factor ہے۔ جب demand ہو گی تو large-scale manufacturing ہو گی اور اس کی supply کو تب ہی ensure کیا جاسکے گا۔ جب demand exist کرے گی یا اپنے آپ کو present کرے گی۔ اگر کسی چیز کی demand نہیں ہو گی تو ظاہری بات ہے کہ اس کا industry پر directly or indirectly affect by the آئے گا۔ however, at the same time حکومت نے اس چیز کو address کرنے کے لیے کیا measures لیے ہیں؟

بالکل ہم نے interest rate کو 22 فیصد سے کم کرکے 12 فیصد پر لے آئے بلکہ اب تو 11 فیصد interest rate ہو چکا ہے۔ ڈالر کی جو parity ہے اس کو ہم نے ensure کیا ہے کہ maintain رہے۔ ہم نے پالیسی measures لیے تاکہ trade deficit کو کم کیا جائے۔ اس تمام تر معاملے میں ہم exports کو بڑھانے کی طرف لے کر گئے اور exports کی حتی الامکان reduction کی اور اس کو ensure کیا کہ imports ملک کے لیے کم سے کم کرنی چاہیے۔ ہم نے diplomatic channels کو activate کیا۔ ہم نے پورے region and otherwise بھی dialogue کو اُن ممالک کے ساتھ شروع کیا جہاں پر پاکستانی products کی ایک بہتر مارکیٹ ہمیں مل سکتی ہے یا جدھر بہتر ایک access اس issues پر مل سکتی ہے۔

جو material manufacturing کے لیے درکار ہوتا ہے اس کے لیے ہم نے comparative rates بھی لیے تاکہ FTI ان potential area میں attract کر سکیں۔ حکومت نے کئی ممالک کے ساتھ MoUs بھی کیے ہیں، various industries میں کیے ہیں manufacturing کے حوالے سے بھی اور otherwise بھی۔ وزارتِ صنعت و پیداوار نے industrial stake-holders کے ساتھ local manufacturing کے لیے قریبی رابطے میں ہے تاکہ import کو substitute کیا جائے، اُن products کے لیے specially جو engineering goods کی ہم بات کرتے ہیں تاکہ

reverse engineering کے ذریعے ہم یہاں پر local production کو local manufacturing کو ترجیح دے سکیں اور اس کو promote کر سکیں۔

اسی طرح industrialization کو وسعت دینے کے لیے زیادہ تر avenues کھولے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز ensure کرے گی کہ ہماری employment opportunities میں اضافہ ہو تا کہ ہم پاکستان کے اندر زیادہ سے زیادہ manufacturing industry میں روزگار کے مواقع فراہم کر سکیں۔ وزارتِ صنعت و پیداوار نے یہ بھی efforts کی کہ industrial sector میں جو rationalization ہے for cost doing their business under the principle of cascading tariff regime supporting جو ہماری Tariff Policy Board (TPB) ہے اس حوالے سے میں نے ذکر کیا جو policy rate میں approximately 11% reduction ہوئی ہے اس میں پھر steel industry and cement industry کو بھی کیونکہ recently budget بھی پاس ہوا ہے اس حوالے سے ہم نے وہاں پر بھی policy interventions کی ہیں تا کہ ہم local manufacturing کو promote کر سکیں اور جس میں بالخصوص EV policy, mobile manufacturing اور solar energy کے حوالے سے ہیں ہم نے ensure کیا ہے کہ export quality کو اور export کے حوالے سے کہ product اس level پر locally manufacturing ہونا چاہیے یا industry اس حوالے سے function کرے کہ اس کا focus export ہو اور ہم کم سے کم imports پر rely کر سکیں۔

حکومت کو بالکل اس بات کا ادراک ہے کہ previous policies rigid تھیں۔ previous policies میں large manufacturing industry کے حوالے سے ہم agree کرتے ہیں کہ previously جو ایک trend دیکھا جا رہا تھا جس کا ذکر بھی کیا اس میں مزید بہتری آئی ہے جو ہم نے favourable policies بنائی ہیں اور policies interventions کیں ہیں آپ دیکھیں گے کہ ایک considerable change آئے گا۔ یہ industry once again grow بھی کرے گی اور دوبارہ سے stability بھی اس industry میں آئے گی

alongwith addressing the issue of un-employment within this industry.

اس کے ساتھ ساتھ جو میں نے FED کا بتایا کہ وہ کم سے کم اسی طرح tax reduction جو 3 فیصد سے لے کر 1.5 فیصد یا تقریباً 1 فیصد پر آ چکی ہے یہ تمام حقائق بھی آپ کے سامنے ہیں۔ اس بات کا بھی ادراک ہے کہ مزید بہتری درکار ہے اور آ بھی سکتی ہے there are certainly more room for improvement, of course ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور کام کرنا بھی چاہیے۔ اگر جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب اجازت دیتے ہیں تو میں کچھ export quality ہیں جو ہماری اشیاء جاتی ہیں جس کا already آپ جانتے ہیں کہ جو Engineering Development Board ہے اس سے detailed studies کی ہیں تاکہ comparativeness کو جو ہماری fan manufacturing industry, domestic fan industry اس کے ساتھ surgical instrument industry ہے وہ پہلے ہی یورپ میں اور دیگر ممالک میں امریکہ اور کینیڈا ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔ اس کو ہم مزید فعال اور بہتری لانے کے لیے تاکہ export زیادہ سے زیادہ کی جائیں اس حوالے سے بھی ہم نے studies کی ہیں۔ اسی طرح cutlery industry یہ بھی بڑا ضروری ہے یہ تمام تر Engineering Development Board کی جانب سے باقاعدہ recommendations موصول ہوئی ہیں تاکہ ان اشیاء کی ایکسپورٹ کوالٹی کو بڑھا سکیں اور اس پر باقاعدہ طریقے سے implementation بھی ہو سکے۔

اسی طرح ہم نے Ministry of Industries and Production اور Engineering Development Board نے develop کیا ہے اور ہم implement بھی کر رہے ہیں تمام تر long-term policies پر۔ وہ policies اور وہ strategies جو کہ ہماری industrial growth ہے اس کو یقینی بنا سکیں۔ اس میں میں نے ذکر کیا کہ mobile manufacturing یا mobile device manufacturing policy کے تحت ابھی تک ہم 37 mobile manufacturers کو licences issue کر چکے ہیں کہ وہ local manufacturing کو ensure کریں یا local mobile devices جو ہیں وہ یہاں پر بنائیں اور locally set up کرے تمام تر جو local manufacturing کے جو mechanism ہیں۔ اسی کے ساتھ Auto Development Policy (AIDEP) 2021-2026 تک کی جو policy ہے اس policy میں جو نئے manufactures ہیں اُن کو ہم نے establish کروایا manufacturing and assembling کے لیے کہ نئے brands جو گاڑیوں کے ہیں یا نئی companies جو ہیں

جس میں سے 25 نئی Electronic Vehicle manufactures جو ہیں وہ دو سے تین wheeler جس میں electric bikes rickshaws ہوگئے اس میں invest کرچکے ہیں جس طرح میں نے EV کے اوپر آپ سے ذکر کیا۔

اسی طرح EV policy کے حوالے سے مختلف incentives دیئے گئے ہیں تاکہ مینوفیکچررز کو tax اور duties میں سہولت دی جاسکے۔ Solar panel manufacturing policy بھی advanced stage پر پہنچ چکی ہے اور جو tariff ہے وہ already اس policy کا implement ہو چکا ہے تاکہ ہم local manufacturing کو promote کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو new energy vehicle policy, steel policy, agriculture machinery, manufacturing policy, petrochemical policy وغیرہ وغیرہ یہ تمام ترہماری pipeline میں ہیں۔ جس طرح ہم نے کہا کہ دیگر industries کے جو areas ہیں ہم اُس کو بھی support کررہے ہیں نہ صرف یہ جن کو میں نے mention کیا ہے۔ اگر آپ sector-wise کہتے ہیں تو number break-down بھی موجود ہے اگر معزز اراکین تفصیل سے sector-wise بریک ڈاؤن جاننا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! شکریہ وزیر صاحب۔ جی، سینیٹر صاحب آپ public importance پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی۔

(مداخلت)

سینیٹر جان محمد: جناب! ایک منٹ دیں۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے سکالرز اور طلبہ کے ایک وفد نے، جس میں پشتون طلبہ کونسل، پنجاب طلبہ کونسل، سرائیکی طلبہ کونسل، سندھی طلبہ کونسل، گلگت بلتستان طلبہ کونسل اور بلوچ طلبہ کونسل کے نوجوان اور ہمارے دوست شامل ہیں وہ گزشتہ تین چار دن سے ہم سے رابطے میں تھے۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ اِس وقت اسلام آباد میں قائداعظم یونیورسٹی ہے اور وہ بہت ہی پُرامن طریقے سے چل رہی ہے، اس میں انتہائی بہترین ماحول ہے۔ (جاری۔۔T-12)

T12-15July2025 Tariq/Ed: Mubashir 06:00 pm

سینیٹر جان محمد۔۔۔جاری۔۔۔بہت ہی پرامن طریقے سے چل رہی ہے، اس میں انتہائی بہترین ماحول ہے، نہ کوئی فساد ہے بلکہ تعلیمی ماحول ہے اور یہ تعلیمی ماحول اساتذہ کے ساتھ ساتھ طلبا کی کوششوں سے ہے۔ کیونکہ یہ جو تمام طلبا کونسلز ہیں جس میں پنجابی،

سرائیکی، سندھی، گلگتی، بلوچ اور پشتون طلبا ہیں ان سب نے مل کر اس یونیورسٹی کو امن کا گہوارہ بنایا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پندرہ روز کے لیے foreign tour پر گئے ہیں اور انہوں نے یونیورسٹی کا ایک قائم مقام چانسلر مقرر کیا ہے۔ قائم مقام چانسلر نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے، کیونکہ انہیں صرف وہ چیزیں دیکھنی چاہیے تھیں جو already طے ہیں۔ HEC سے طے شدہ پالیسی ہے کہ طلبا کو summer vacations دی جاتی ہیں اور جو طلبا امتحانات میں رہ جاتے ہیں یا جن کی ڈگریاں یا بعض semesters رہ جاتے ہیں وہ اسی دوران انہیں مکمل کرتے ہیں لیکن قائم مقام وائس چانسلر نے فوری طور پر summer vacations کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور notification جاری کر دیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ summer vacations کے لیے ہمیں آٹھ ہفتے چاہییں اور وہ نہیں ہیں حالانکہ اگر آپ دیکھیں کہ گزشتہ سال summer vacations کب شروع ہوئی تھیں تو وہ 22 جولائی کو شروع ہوئی تھیں اور ابھی تک 22 جولائی میں وقت ہے۔ لیکن اس کے باوجود قائم مقام وائس چانسلر کی کوشش ہے کہ اس اچھے ماحول کو خراب کریں۔ سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ وہ ایسا کیوں کرنا چاہ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ انہوں نے طلبا کو notices جاری کیے ہیں کہ وہ ہاسٹل خالی کریں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ہم انہیں repair کر رہے ہیں۔ یہ بھی ایک fake بات ہے کیونکہ اگر آپ نے repairment کروانا ہوتی تو آپ اس کے لیے tender طلب کرتے، آپ اس کے لیے فنڈز مختص کرتے، کوئی اقدامات کرتے، ایسا بھی کچھ نہیں ہے کیونکہ ہاسٹل خالی کرنے سے سب سے زیادہ مسائل فاٹا، بلوچستان، سندھ اور ہمارے جتنے بھی دور دراز کے علاقوں سے بچے آتے ہیں انہیں ہوں گے۔ یہاں پر پورے پاکستان سے طلبا آتے ہیں، وہ یہاں پڑھ رہے ہیں جہاں بہترین ماحول ہے اور یونیورسٹی کا بھی اچھا گریڈ ہے اور ہم سب کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے بچے وہاں جائیں لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قائم مقام وائس چانسلر یہ سب کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے خود بھی قائم مقام وائس چانسلر سے بات کی ہے کہ طلبا کے یہ مسائل ہیں اور آپ ان کے ساتھ بیٹھیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا ہے اور مجھے ان کے ساتھ بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہیں اور وہ ایک اچھے بھلے اور بہترین ماحول کو جہاں scholars and PhD students ہیں انہیں فارغ کر کے سب کا ایک ایک سال ضائع کرنے کے چکر میں ہیں۔

جناب چیئرمین ! میری آپ کے توسط سے پورے ایوان سے گزارش ہے کہ اس معاملے پر سنجیدہ اقدام لیں اور قائم مقام وائس چانسلر کو پابند کیا جائے کیونکہ وائس چانسلر صاحب سات یوم کے بعد foreign tour سے واپس آنے والے ہیں اور قائم مقام چانسلر صاحب کو پابند کیا جائے کہ وہ چانسلر صاحب کی واپسی تک اس قسم کا کوئی اقدام نہ کریں، انہیں یہاں پر بلایا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ summer session بہت ہی ضروری ہے اور اس کی HEC نے باقاعدہ اجازت دی ہوئی ہے۔ HEC کی طے شدہ پالیسی کے تحت ہر سال summer session ہوتا ہے تو اس سال کیوں نہیں؟ جناب آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے پر کوئی نہ کوئی اقدام اٹھایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر جان محمد صاحب، یہ طلبا کل میرے chamber میں بھی تشریف لائے تھے اور ان کے اکثر مسائل حل طلب بھی ہیں اور انہیں توجہ کی بھی ضرورت ہے۔ میری Acting Vice Chancellor سے بات بھی ہوئی ہے اور ہم نے کہا ہے کہ یہ طلبا بلوچ، پشتون، سندھی یا پنجابی نہیں ہیں بلکہ یہ تمام ہمارے بچے، بھائی اور بہنیں ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے اور میں اپنے office کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ کل سینیٹر جان محمد صاحب کی قائم مقام وائس چانسلر صاحب سے ملاقات کروائیں اور انہیں پابند کریں کہ وہ rule of law کے تحت طلبا کے ان مسائل کو دیکھیں۔

Mr. Aqeel Malik (Minister of State for Law and Justice)

جناب عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): جناب چیئرمین ! یہ public importance کا مسئلہ ہے اور بالکل اس میں کوئی رنگ، نسل یا provincialism نہیں ہونا چاہیے۔ ہم سب طلبا کے ساتھ ہیں، میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے notice میں یہ بات آئی ہے اور معزز رکن یہ بات ایوان کے سامنے لے کر آئے ہیں تو میں یہ undertake کرتا ہوں کہ میں جلد از جلد یہ معاملہ Education Minister کے نوٹس میں بھی لے آتا ہوں اور انہیں کہتا ہوں کہ ان کی طرف سے بھی جو possible assistance ہو وہ مہیا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ Acting Vice Chancellor سے ان کی کوئی meeting رکھوا دیں، ہمارے دو چار سینیٹرز بھی ان سے ملیں۔

جناب عقیل ملک: جناب میں ابھی ان سے رابطہ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر دوست محمد خان صاحب۔

Senator Dost Muhammad Khan

سینیٹر دوست محمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سینیٹر جان محمد صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ ہم جو کہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان ہماری آنے والی نسل کے امین ہیں ان کے کمرے سے ان کے سامان کو باہر نکالا جا رہا ہے اور ایک acting V.C. جو permanent V.C. بھی نہیں ہیں اور ان طلبا کا مطالبہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ audit کریں۔ یہاں پر کئی سالوں سے قائدِاعظم یونیورسٹی میں bungling ہو رہی ہے، ان کا مطالبہ یہ ہے۔ اس میں پنجابی، پشتون، سندھی بھی ہیں اور سارے پاکستان کے طلبا اس یونیورسٹی میں ہیں، انہیں اس طرح کا نوٹس دینا اس ایوان کی بھی توہین ہے، ہماری بھی توہین ہے، ہمیں فوراً ایک combined resolution pass کرنا چاہیے یا اسے Standing Committee on Education کے سپرد کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب نے اس حوالے سے commitment دے دی ہے، کل ہمارے تین چار معزز سینیٹرز صاحبان کی ان سے meeting arrange کروادیں۔

جناب عقیل ملک: جناب میں ابھی وزیر تعلیم صاحب سے رابطہ قائم کرتا ہوں اور میں بالکل معزز ایوان اور معزز اراکین کی جو ایک feel ہے ان تک پہنچاؤں گا اور آپ کی گزارشات ان تک پہنچیں گی اور ان سے ensure بھی کرواؤں گا کہ وہ ان سے meeting بھی کریں، چاہے وہ Vice Chancellor ہیں یا acting Vice Chancellor ہیں، whatever the situation is، وہ اس تمام تر معاملے کو strictly deal کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Syed Waqar Mehdi regarding a recent incident of taking a Karachi-bound domestic passenger to Jeddah due to the negligence of a Private Airlines

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں point of public importance پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ہفتہ قبل سات جولائی کو لاہور ایئرپورٹ پر ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک domestic passenger ایئر سیال کی flight سے لاہور سے کراچی جانا چاہتا تھا، اسے boarding pass issue ہوا لیکن ایئر لائن کے عملے نے اسے جدہ کی flight پر بٹھا دیا۔ لاہور اور کراچی کی flight کا دورانیہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ یا ایک گھنٹہ پنتالیس منٹ کا ہوتا ہے، جب دو گھنٹے گزر گئے تو اس نے پوچھا کہ کراچی کب land کریں گے تو اسے بتایا گیا کہ یہ کراچی کی نہیں بلکہ جدہ کی flight ہے تو اس نے کہا کہ مجھے تو کراچی جانا تھا تو ایئر لائن کے عملے

کو پتا چلا کہ یہ تو domestic passenger تھا جس کو ہم نے international flight پر بٹھا دیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ domestic passenger international پر گیا کیسے؟ وہاں پر Airport Security Force ہے، FIA and Civil Aviation ہے، ان کا عملہ موجود ہے، وہ مسافر وہاں تک پہنچا اور وہ جدہ bounded flight پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد جب وہ جدہ پہنچا تو سعودی forces اسے interrogation کے لیے لے گئیں، اس نے اپنی معلومات انہیں دیں، اپنے بارے میں بتایا کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے، اسے واپس بھیجا گیا اور ایئر لائن والوں سے کہا گیا کہ اسے safely کراچی پہنچاؤ۔ اسے لاہور پہنچایا گیا، جب وہ لاہور آتا ہے تو ائیر سیال کے عملے نے اس سے کہا کہ آپ کا ٹکٹ ہم نہیں دے سکتے ہیں، آپ اپنا بندوبست خود کریں۔ اس شخص کی جیب میں پندرہ ہزار روپے تھے اور ٹکٹ خریدنے کے پیسے نہیں تھے، ٹکٹ تئیس ہزار روپے کا تھا اور وہ شخص پریشانی کے عالم میں تھا کیونکہ اس کا بچہ بیمار تھا اور وہ کورنگی کراچی کا رہنے والا تھا، وہ اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے کراچی جا رہا تھا اور اسے 15-16 گھنٹے mental torture میں رکھا گیا، اس کی فیملی وہاں پریشان رہی جب وہ بندہ کراچی ایئر پورٹ نہیں پہنچا، اس کے گھر والے پریشان رہے، اس سے ان کا رابطہ منقطع ہو گیا لیکن ایئر لائن کے عملے نے اس پر نہ کوئی معافی مانگی اور نہ کوئی وضاحتی بیان دیا اور نہ اس پر کوئی action ہوا۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ کہ جو ذمہ دار ہیں FIA or Airport Security Force or Government of Pakistan, Ministry of Defence or Ministry of Interior ان کی جانب سے بھی میری جہاں تک knowledge ہے اس پر ابھی تک کوئی تحقیقاتی کمیٹی نہیں بنائی گئی ہے۔۔۔ آگے جاری۔۔۔(T-13)

T13-15July2025 Mariam Arshad/Ed:Waqas 06:10 p.m.

سینیٹر سید وقار مہدی (جاری۔۔۔): Ministry of Defence or Ministry of Interior ان کی جانب سے بھی اس پر شاید جہاں تک میری knowledge ہے کوئی investigating committee نہیں بنائی گئی ہے۔ یہ بہت shocking اور افسوس ناک واقعہ ہے کہ ایک domestic passenger کس طرح سے International Flight پر چڑھ جاتا ہے اور یہ Airport security کی صورت حال ہے۔ کس وجہ سے ہوا ہے اس کی باقاعدہ تحقیقات کرائی جائے اور میں کہتا ہوں کہ اس case کو، اس بات کو، اس issue کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ وہاں اس کی پوری investigation ہو۔ وہاں پر FIA,

Airport Security Force, Ministry of Defence and Civil Aviation کی reports آئیں کہ یہ کیسے ہو گیا، کیوں ہو گیا اور جو ذمہ دار ہیں خاص طور پر Airline ان کے خلاف کیا action ہوا؟

اس پر لوگوں کو کافی curiosity ہے یہ نہ ہو کہ میں بھی جاوں اور مجھے بٹھا دیا جائے International flight میں اور میں کہیں اور پہنچ جاؤں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اللہ نہ کرے۔

سینیٹر سید وقار مہدی: اس پر بہت غور کرنے کی ضرورت ہے، اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس پر سخت action لینے کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ معاملہ بہت عجیب ہوا ہے اس کے لیے منسٹر صاحب آپ بتادیں یا کوئی اس کی مفصل report پیش کرے، آپ منسٹری سے بات کرلیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: اس میں بلکل Lahore Airport پر، جو میری knowledge میں تھوڑی بہت information ہے، Lahore Airport پر کوئی مرمتی کام ہو رہا ہے، اس کی renovations ہو رہی ہیں ڈھائی ماہ کے period کے لیے اور اس وجہ سے وہاں پر domestic and international کا issue تھا۔ Honourable Member کی بات بلکل درست ہے جنہوں نے سوال اٹھایا ہے اگر آپ کمیٹی کو refer کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کردیں but as per my information and knowledge یہ تمام تر معاملہ جو ہے کیونکہ media پر بھی highlight ہوا تھا۔ یہ Minister of Defence جو ہیں کیونکہ Ministry of Aviation stand-alone exist نہیں کرتی اب وہ Aviation division ہے جو Ministry of Defence کے under آتی ہے۔ تمام تر معاملہ ان کی knowledge میں ہے اور I can assure you that وہ اس پر report طلب کریں گے اور action بھی لیں گے کہ کیوں یہ تمام تر واقع پیش آیا اور یہ کس طرح پیش آیا اور جو Airline کے خلاف measures ہوں گے وہ measures بھی لیے جائیں گے اور strict measures لیے جائیں گے۔ کیونکہ اس طرح ایک تو passenger اور اس کے ساتھ ساتھ جو security کا issue ہے یا security lapse کہہ لیں۔ اس کے اوپر بھی وہ اس کو properly address کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وقار مہدی صاحب اس پر next session میں report لے لیں پھر اس کے بعد کمیٹی یا جو بھی کرنا ہے آپ لوگوں کی طرف سے۔ جی آپ اپنی سیٹ پر بیٹھو گے تو، جی جی کامران صاحب اپنی سیٹ پر جائیں۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding inflated airfare for flights to Quetta

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب ڈپٹی چیئرمین! میں بھی یہ student والے مسئلے کو raise کرنا چاہ رہا تھا مگر اس مسئلے کو دو اور دوستوں نے raise کر لیا ہے۔ اس میں صرف جو relevant بات یہ ہو گی کہ جو صرف act کر رہا ہوتا ہے کسی کی جگہ پر یہ اسی طرح سے ہے جیسے care taker آپ کے یہاں ہوتا ہے۔ یہاں بھی care taker سارا کچھ کر جاتے ہیں ویسے قانون کے مطابق care taker نہیں کر سکتے یہ Section 230 Elections Act میں clear ہے اور خواجہ آصف صاحب والا case بھی ہے۔ وہ معاملہ تو انہوں نے raise کر لیا پھر وہ Airline کی بات ہو رہی تھی۔

میں نے کل کوئٹہ کا ticket check کیا تھا میرا خیال تھا کہ میں کوئٹہ چلا جاؤں گا اس وقت تک اجلاس summon نہیں ہوا تھا۔ کل جب میں نے ticket کا rate check کروایا تو 1 lac plus تھا۔ میں PIA کی بات کر رہا ہوں۔ تو کیا کوئٹہ کسی غیر ملک میں واقع ہے جس کا کرایہ PIA نے ایک لاکھ روپے سے زیادہ رکھا ہوا ہے یا اس کے کسی دورانیہ کو اس طرح سے بنیاد بنایا جاتا ہے۔ Roads ویسے ہی بند ہیں آپ travel نہیں کر سکتے۔ نو لوگ اس دن شہید ہوئے ہیں، کوئی نو کہتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ بارہ شہید ہوئے ہیں۔ نہ اس میں ڈیرہ اسماعیل خان والا راستہ استعمال ہو پاتا ہے آج کل۔ لورالائی والا راستہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ نصبتاً safe ہے وہ بھی safe نہیں رہا تو اگر PIA اس طرح بلوچستان جانے والے، کوئٹہ جانے والے لوگوں کی کھال اتارے گی تو پھر private Airlines بھی یہی حرکتیں کریں گی۔ کل کا rate check کروایے گا، کل PIA کا rate جو second time flight جاتی تھی اس کا 1 lac plus تک پہنچ گیا تھا اور اس میں مزید ترقی کا بھی امکان ہے اور یہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔

Private Airline بھی کرتی ہے وہ بھی کبھی 78000 تک لے جاتی ہے، کبھی کسی اور amount تک لے جاتی ہے۔ اس میں بھی بعض اوقات آپ کو آنا جانا 1.5 to 2 lac روپے میں پڑ جاتا ہے۔ یہ توجہ طلب مسئلہ ہے کوئٹہ اس ملک میں ہے، اس ملک کے ایک صوبے کا capital ہے اور وہاں پر یہ flight جاتی ہے۔ اب یہ واحد راستہ رہ گیا ہے جہاں ہم جا سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے Calling Attention پر بات کر لیں۔ آپ raise کر لیں پھر اس۔۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: اس کو refer کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جی please آپ بتائیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: اس میں کیونکہ Aviation کی Standing Committee تو نہیں ہے اس کو Defence Committee کو ہی refer کر دیں لیکن یہ بلکل تشویش پائی جاتی ہے. i think with regards to air fares یہ concern بھی raise ہوا ہے تو اس کو باقاعدہ کمیٹی کو refer کرنا چاہیں تو اس میں کوئی issue نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں Committee کو refer کر دیتے ہیں۔ اس کمیٹی میں دنیش کمار صاحب کو بھی بلا لیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: تاکہ ایک proper deliberation ہو جائے، وہاں پر سوال ہو جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ کم از کم یہ چیز clear ہو جائے کہ جو comparative fares ہیں Private Airlines and PIA کے وہ بھی آپ کے سامنے آ جائیں۔ Demand and Supply کے حوالے سے ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: Fixing کی گئی ہے بعض airlines وہ cheap airline کے طور پر کی گئی ہے اور cheap کا مطلب یہ ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ ساری چیزیں آپ Committee میں raise کریں۔ ابھی اس پر بات ہو گئی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: یہ تمام Airlines کا ہو۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جی تمام کا ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ایمل ولی۔

Points of Public Importance raised by Senator Aimal Wali Khan regarding (i). transforming Frontier Constabulary into Federal Constabulary. And (ii). Killing of ANP leader Maulana Khanzeb

سینیٹر ایمل ولی خان: (عربی) جناب ڈپٹی چیئرمین! میں نے دو تین باتیں کرنی ہیںpublic interestکی باتیں ہیں۔ ہم سب نے دیکھا کہ کچھ دن پہلے ہمارے خیبر پختونخوا میں کالام میں پانی کے over flowکی وجہ سے کچھ سیاح آئے تھے اور وہ زندگی کھو بیٹھے۔ ایک بہت برا نام ہماری سیاح کاری کے لیے آ جاتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ دریا سوات انگریزوں کے زمانے کا بنا ہوا ہے یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے کہ آج بنا ہو۔ یہ جب انگریزوں نے بنایا ہو گا اس کی کوئی حد معلوم ہو گی۔ آپ یقین کریں آج تک دریا سوات کی حد معلوم نہیں ہے جو لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ آپ کے ایک بہت مشہور وزیر کا بیان آیا کہ میرا ہوٹل تو ادھر ہی تھا لیکن دریا میرے ہوٹل کے پیچھے آ گیا۔ یہ چیزیں ہوئی ہیں۔

میں چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہر سال ہوتا ہے اگر وفاق کے پاس ایسی کوئی طاقت ہے صوبے میں تو interferenceنہیں کر سکتے لیکن اس پر ایسی کمیٹی بنائی جائے کہ کم از کم نمبر ایک جو دریائے سوات ہے وہ درجنوں کی تعداد میں، hundredsکی تعداد میں لوگوں کو لے جاتا ہے۔ اس کی حد آج تک معلوم نہیں ہے، اس کی حد معلوم ہو۔ نمبر دو، اس میں جو illegal developmentہوئی ہے،legalتو ٹھیک ہے جوillegal developmentہوئی ہے۔ بد قسمتی سے وہ illegal development NOCsسے ہوئی ہے اور یہ NOCsباقاعدہ پیسوں کے زریعے دیے گئے ہیں یا اورkick backsکے زریعے دیے گئے ہیں۔ ان NOCsپر ایک inquiryاگر ہو جائے کہ یہillegal NOCsکس نے دیے ہیں۔ نمبر تین، اس دریا پر آج تک ایسا کوئی قانون نافذ نہیں کیا کہ ادھر سیاح کاری کے لیے مطلب ایکrestaurantوالے نے پانی کم ہوا تو لوگوں کو ناشتے کے لیے دریا کے درمیان میں بٹھا دیا اور جب پانی تیز ہوا تو کسی کے پاس رسی بھی نہیں تھی کہ اس کو رسی سے کھینچ لیں۔ اس کا کوئی حل ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! خیبر پختونخوا کے ساتھ اور خاص طور پر پختونوں کے ساتھ موجودہ حکومت ایک اور ظلم کر رہی ہے۔ جان بوجھ کر یا انجانے میں لیکن اچھا ہے ہمارے بزرگ رہنما آ گئے ہیں، ہمارےseniorہیں، استاد محترم ہیں۔ ان سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! یہ وفاقی ادارے تقریباً ہر صوبے میں موجود ہیں، Punjab Rangersہیں،Sindh Rangersہیں۔ بلوچستان میںFCہے اور ایکFC خیبر پختونخوا میں ہے۔ اب یہ don't knowاجان بوجھ کر ہے یا انجانے میں ہے کہ اسلام آباد وفاق

کو ضرورت ہےتو باقی وفاقی ادارے اپنی جگہ نہ Punjab Rangers کو کوئی چھیڑے گا، نہ بلوچستان FC کو کوئی چھیڑے گا۔(جاری۔۔۔T14)

T14-15Jul2025 FAZAL/ED: Waqas 06:20 pm

سینیٹر ایمل ولی خان: (جاری ہے۔۔۔)نہ بلوچستان FC کو کوئی چھیڑے گا، نہ سندھ رینجرز کو کوئی چھیڑے گا اور Frontier Constabulary جو ہے وہ Federal Constabulary ہو گئی ہے۔ واحد ادارہ جس میں پختونوں کو قومیت کی نمائندگی ملتی ہے۔ واحد ادارہ جو اسلام آباد کے ہر سیکیورٹی میں موجود ہوتے ہیں۔ یہاں پھر پولیس بھی نہیں ہوتی اور فوج بھی نہیں ہوتی۔آپ نے بھی دیکھے ہیں اور ہم بھی نے بھی دیکھے ہیں۔ جب آپ بھی احتجاج کرتے تھے تو سامنے آپ کے FC والے ہی کھڑے ہوتے ہوں گے اور ہم بھی جب احتجاج کے لیے اسلام آباد آئے ہیں تو سامنے ہم نے بھی ان کو دیکھا ہے۔ آج بھی اگر آپ سینیٹ کے بلڈنگ کے اندر گھسیں تو دروازے پر آپ نے ضرور FC والوں کو دیکھا ہوگا۔ موجود ہیں ڈیوٹی بھی کر رہے ہیں۔ سب ہو رہا ہے۔ اسلام آباد کا دفاع بھی ہو رہا ہے لیکن پھر بھی direct attack کیا ہے ایک ہی ادارے پر اور میرے خیال میں پختونوں کے حق پہ ڈاکا ڈالا گیا ہے۔ حکومت وقت کو یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے بلکہ اس کو فوری طور پہ واپس کر دینا چاہیے اور اگر وفاق کو ضرورت ہے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ سندھ رینجرز کو بلائیں۔ پنجاب رینجرز کو بلائیں۔ ان کو وفاقی تنظیم بنائیں۔ اس طرح کی یہ باتیں میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمیں دیوار سے لگاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ نہیں۔ ہمارے لئے بدقسمتی یہ ہے کہ جو بھی ہو ہم لوگوں کے نصیب، آپ کے اور ہماری نصیب ایک ہی جیسے ہوتے ہیں وہ بھلے میاں صاحب ہو یا وہ بھلے شرم نمبر۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میٹھی میٹھی گلیں کرو۔

سینیٹر ایمل ولی خان: شرم نمبر 804 ہو۔ کام ہمارے لئے ایک ہی ہوتا ہے۔ نظریہ ہمارے لئے ایک ہی ہے۔ تو جناب! آپ سے اور حکومتی بینچوں سے میری التجاہ ہے کہ کم از کم پختونوں میں آپ کی بھی نمائندگی ہے۔ میاں صاحب بھی وہاں سے الیکشن لڑتے ہیں اور بہت کچھ ہے تو کم از کم ان پختونوں کی دل آزاری نہ کریں۔ یہ جو FC والا فیصلہ لیا گیا ہے۔ سپریم منسٹر نے لیا ہے پتا نہیں آپ کا کنٹرول اس پر بس چلے یا نہ چلے لیکن کوشش کریں کہ اس قوم کی مرہم پٹی کریں۔

جناب چیئرمین! چار دن پہلے ایک واقعہ ہوا۔ ہمارے مرکزی سیکرٹری برائے مذہبی امور عالم دین مولانا خانزیب کو شہید کیا گیا ہے۔ میرے بھائی اور میرے دوست کب سے مجھے سن رہے ہیں۔ شہید سینیٹر ہدایت کی بات ہوئی۔ میں نے کہا کہ یار ایک انکوائری کمیشن بنالیں اور معلوم کریں کہ کون ہمیں مار رہا ہے۔ اب آج کل کے حالات میں امن کی لڑائی ہے دہشت اور وحشت کے ساتھ۔ میرے بھائی پنجاب کے اگر سن لیں۔ ہمارے پختونخواہ میں ایک طرف امن ہے اور دوسری طرف دہشت ہے اور وحشت ہے۔ جب یہ دو لفظ میں بول دیتا ہوں تو میرے بھائی کو سمجھ آ جاتی ہے کہ کون کس طرف کھڑا ہوگا اور کون کس طرف کھڑا ہوگا۔ Militancy کا نام use ہو جاتا ہے لیکن just to keep this thing on record کہ اس دفعہ ہمارے ساتھ ایک ایسی حرکت ہوئی ہے کہ تحریک طالبان پاکستان والے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا۔ داعش والے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے نہیں کیا۔ لیکن ہمارے دفاعی ادارے بار بار promote یہی کر رہے ہیں کہ داعش نے کیا ہے۔ اب وہ چیخ رہا ہے کہ میں نے نہیں کیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں اسی نے کیا ہے۔ پہلے کہا کہ طالبان نے کیا ہے۔ طالبان کا بیان آیا کہ ہم نے نہیں کیا۔ پھر کہا داعش نے کیا ہے تو داعش کا بیان آیا کہ ہم نے نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! کھلم کھلا دن دیہاڑے جس جگہ میں طالبان کا dense area ہے۔ باجوڑ میں کھلا چھوڑا ہے ان درندوں کو ہماری ریاست نے، بدقسمتی سے پختونخوا میں کھلا چھوڑا ہے۔ Videos آ رہی ہیں۔ سڑکوں پر رکاوٹیں لگا رہے ہیں۔ سب کچھ ہو رہا ہے۔ پتا نہیں ہمارے چار ستاروں والے پانچ ستاروں والے ان کو کب مار دیں گے کب نہیں ماریں گے۔ چاند ستاروں والے ہم سب پاکستانی الحمدللہ یہ کب ان کو مار دیں گے جو پچاس سال سے چل رہا ہے اور کھلا چھوڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! باجوڑ میں انات کلے ایک علاقہ ہے۔ وہ طالبان کا dense area ہے۔ یہ بھی ہمیں پتا ہے۔ سب کو پتا ہے لیکن پھر بھی چلو ہے dense area وہاں طالبان گھوم رہے ہیں۔ ہمارے مولانا خانزیب شہید وہاں جاتے ہیں۔ وہاں پورا دن امن کے لئے campaign کرتے ہیں وہاں کچھ نہیں ہوتا۔ جب وہ اس علاقے سے واپس آتے ہیں شہر خار کی طرف، باجوڑ خار جو بالکل center ہے۔ ادھر DPO کا دفتر، ادھر فوج کا دفتر، ادھر دوسرا دفتر، ادھر تیسرا دفتر ادھر آ کر اسی جگہ پر یہ دوسرا تیسرا واقعہ ہو رہا ہے۔ جہاں پر ریحان زیب کو شہید کیا گیا تھا۔ جناب چیئرمین! عجیب بات ہے۔ ہماری بدقسمتی دیکھیں جس کے پاس اچھے ڈومیسائل ہوں اور اسلام آباد میں Tik Toker کو شہید کیا جاتا ہے تو ایک دن کے اندر اندر لوگ پتا نہیں فیصل آباد سے نکلتے ہیں سیالکوٹ سے نکلتے ہیں ایک دن کے اندر پکڑے جاتے ہیں۔ ہمارے ڈومیسائل میں مسئلہ ہے۔ جب پنجاب کی طرف آ جاؤ تو

یہاں پر zero tolerance toward terrorismلیکن ادھر ادھر تھوڑا بہت tolerance خیر ہے چلتا رہتا ہے۔ جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ جہاں پر اس کو شہید کیا گیا ہے ادھر ہی کیمرہ ہے اور اسی رات ریاستی ادارے آ کر کیمرہ لے جاتے ہیں۔ جس راستے سے دہشت گرد گئے ہیں اس راستے میں چھ کیمرے ہیں۔ کسی کے گھر پر لگے ہیں، کسی کی دکان پر لگے ہیں وہ سب کیمرےCTDوالے لے کر چلے گئے ہیں۔اور اب ہمارے بچے بھی رو لئے ہیں، سب ہو گیا یتیم بھی رہ گئے۔لگتا ہے کہ ریاست اگلے حادثے کا انتظار کرے گی لیکن ہمارے لئے کیا راستہ ہے۔ میں on the Floor of the House یہ کہوں گا کہ باجوڑ کا بچہ بچہ، باجوڑ کا جوان اور بوڑھا جانتا ہے کہ یہ کس نے کیا ہے۔ ہمارے پشتو میں اس کو اجرتی کہتے ہیں۔ پنجابی میں بھی شاید اجرت والے بولتے ہیں۔اس کو کوئی "Death Squad" بھی بولتے ہیں کہ پتا نہیں یہ نئے نام ہم نے سن لیے ہیں۔اللہ نہ کرے پنجاب میں یہ نام آئے لیکن بلوچستان اور پختونخوا میں "Death Squad" کے نام سے مشہور ہے۔اب نہ مذہب کے نام پر مارا ہے، نہ جہاد میں مارا ہے، نہ کسی اور نے مارا ہے"Death Squad" نے مارا ہے۔ بابا clean shave میں آئیں گے۔کھلے منہ آئیں گے۔نہ منہ کو بند کریں گے۔نہ پگڑی ہے نہ کچھ اور ہے۔دو تین موٹر سائیکلوں پر آ کر پوری ریلی میں ایک بندے کو target کر کے اور اسی گاڑی کو target کر کے ایسے ایسے راستوں سے نکلے ہیں کہ ان راستوں پر اگر آپ جائیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ ان راستوں سے یہ لوگ کہاں نکل سکتے ہیں۔ ہماری تو زندگی ہے۔ Sir, we know that Khyber Pakhtunkhwa and Pakistan, in-between the resistance of the federal power and the power of the federating unit. جب تک ریاست پاکستان اٹھارویں آئینی ترمیم پر من و عن فیصلہ نہیں کرتی، عمل نہیں کرتی تب تک اس ریاست میں پختون قوم اور بلوچ قوم اسی طرح بے دردی سے مارے جائیں گے۔اب تو natural resources میں Trump Sahib کی دلچسپی آ گئی ہے۔اب تو 6 trillion dollars پر نظر ہے۔ یہ 6 trillion dollars کدھر پڑے ہیں۔ یہ وزیرستان اور باجوڑ کے بیچ میں پڑے ہیں۔ تو ادھر ان کی مردم شماری سے جو پچاس ساٹھ لاکھ لوگ ہیں وہ پیارے نہیں obviously 6 trillion dollars پیارے ہیں۔جب تک یہ natural resources ہیں ہماری زمین پر امن مشکل ہے۔جناب چیئرمین! میں ایک request کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا point سامنے آگیا ہے۔اس کا حل بھی بتادیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: حل بھی بتا رہا ہوں۔ میں حل کی طرف جارہا ہوں۔ جناب چیئرمین! ہماری سیاست اوروں سے تھوڑی الگ ہے۔ کسی کو ٹکٹ کا مسئلہ ہوگا۔ کسی کو جہاز کا مسئلہ ہوگا۔ ہماری زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ تو please تھوڑا خیر ہے۔ حکومت کے لیے فی الحال ہمارے پاس یہ ہے کہ میں نے ایک خط تیار کیا ہے۔ جس خط میں میرا یہ مطالبہ ہے کہ وزیراعظم پاکستان، چیف جسٹس آف پاکستان کے نیچے ایک جوڈیشل انکوائری کمیشن بنائیں جس میں مولانا خانزیب کے کسی بھائی کو بھی رکن بنائیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو سات بندے مولانا خان زیب کے قاتل ہیں وہ ہمارے سامنے لائے جائیں۔ ہماری اتنی سی demand ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے وقت دینے کا مشکور ہوں اور تمام ساتھیوں کا دل کی گہرائیوں سے سے مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑے صبر اور تحمل سے مجھے سنا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ جو سوات کا issue ہے Monday کو اس کے حوالے سے کوئی چیزیں آئیں گی تو آپ کو اس کا جواب بھی مل جائے گا۔ باقی ایمل ولی صاحب نے جو point raise کیا ہے اس کے حوالے سے منسٹر صاحب آپ بتائیں۔ جی، بیرسٹر صاحب۔

(جاری ہے----T15)

T15-15Jul2025 Rafaqat Waheed/Ed: Shakeel 6:30 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: بیرسٹر صاحب۔

Barrister Aqeel Malik (Minister of State for Law)

بیرسٹر عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون): معزز رکن کے بہت سارے issues ہیں جن میں سے زیادہ Interior سے related ہیں۔ Obviously وزیر مملکت برائے داخلہ ابھی یہیں پر موجود تھے، انہوں نے کئی سوالات کے جواب بھی دیے۔ طلال چوہدری صاحب نے بڑے مفصل جواب دیے۔ I am the Minister of State for Law and Justice.

جناب ڈپٹی چیئرمین: طلال صاحب کی بھی ایک لمبی struggle ہے۔ ماشاء اللہ، آئین اور جمہوریت کے لیے طلال صاحب کی بھی بہت لمبی history ہے۔

بیرسٹر عقیل ملک: اس میں تھوڑی سی گزارش یہ ہوگی، چونکہ Frontier Constabulary کی بات کی گئی اور کہا گیا کہ اس کو Federal Constabulary کر دیا گیا ہے۔ یہاں ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ چونکہ پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا، آزاد

جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان، تمام مل کر پاکستان بناتے ہیں۔اب یہ جس قانون کی یا Frontier Constabulary کی بات کر رہے ہیں، وہ 1915 کا گورے کا بنایا ہوا قانون تھا۔ اس وقت پاکستان نہیں تھا۔ پاکستان 1947 میں آزاد ہوا۔ اب یہاں پر جو ایک ever evolving situation ہے، security paradigm کے حوالے سے دیکھیں، آپ terrorism یا پھر counter-terrorism کے حوالے سے دیکھیں۔۔۔۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! انگریز کا صرف ایک ہی قانون آپ کو یاد ہے۔آپ کے پاکستان کے سارے قوانین انگریز کے ہیں، سب ختم کر دو، یہ بھی ختم کر دو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

بیرسٹر عقیل ملک: جناب! جو legislation میں updates آتی ہیں، بالکل وہ ہوتی رہتی ہیں۔ جس طرح ہم نے Criminal Procedure Code میں بھی ابھی دو چار مہینے پہلے 108 amendments introduce کروائی ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے، جب آپ کو digital evidence یا electronic means کے ذریعے evidence کو present کرنا ہو یا اس کی recording ہو تو بالکل ہم نے وہ بھی introduce کروایا ہے۔ وقت کے ساتھ یہ updates ہوتی ہیں اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ان کو accept کریں۔ یہاں پر بات کی گئی، ظاہری بات ہے اس کا مفصل جواب، ایک پریس کانفرنس کے ذریعے طلال چوہدری صاحب نے دے دیا تھا اور میں امید کروں گا کہ وہ دوبارہ جمعہ والے دن اس کا بہترین طریقے سے، شاید مجھ سے بھی بہتر، ایک بڑا detailed response دیں گے کیونکہ یہ معاملہ directly ان کی وزارت سے linked ہے۔

یہاں میں اس کے salient features بتا دیتا ہوں۔ اس کو وہ فورس نہیں بنایا جا رہا جس کا شاید تصور کیا جا رہا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ اس کی جو up-gradation ہے، update ہے یا re-organization ہے، وہ اسی حوالے سے ہے کہ اس کو پاکستان میں کسی بھی area میں deploy کر سکیں۔ ایک localize force سے یہ اس کو ایک national internal security agency کی طرف لے جانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب یہاں پر اس کے internal security کے حوالے سے functions یہ ہیں۔ These include riot control, counter terrorism, protection, escort roles. یہ کوئی security نہیں ہے۔ اس کے اندر دو divisions قائم کیے گئے ہیں۔ ایک normal or political policing unit

Those are the existing ۔ کررہا ہے deal کے ساتھ already existing staff ہے جو division federal reserve اس کے ساتھ ایک personnel of FC who have main general duties. division ہے۔ اس ڈویژن میں پورے پاکستان سے لوگوں کو لیا جائے گا۔ یہ تو نہیں ہے کہ وہ خالی پنجاب سے لیے جائیں گے، AJK سے لیے جائیں گے یا اسلام آباد سے لیے جائیں گے۔ اس میں پختونخوا سے بھی لیے جائیں گے۔ اس میں obviously درج ہے اور وہی بات انہوں نے اپنے presser کے ذریعے بھی کی ہے۔ اگر آپ نہیں ماننا چاہ رہے تو وہ یہاں آ کر آپ کو explain بھی کر دیں گے۔

ایک national cohesion کو ensure کرنے کے لیے یہ تمام تر معاملہ کیا گیا ہے۔ جس طرح میں نے recruitment and deployment کے اوپر میں نے بات کی ہے، جس طرح وزیر مملکت نے آج سے غالباً دو دن پہلے اپنے ایک presser کے ذریعے جو تمام تر ابہام persist کر رہا تھا، اس کو دور کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مت سمجھیں کہ اس میں پنجاب سے ہی ساری recruitment ہو گی، یا سندھ سے ہو گی، یا بلوچستان سے ہو گی۔ یہ پورے پاکستان سے ہو گی۔ اس چیز کو بھی ensure کیا ہے کہ nation-wide recruitment ہے کیونکہ جتنا اس فورس پر کسی ایک صوبے کے لوگوں کا حق ہے، اتنا ہی ہر صوبے کے لوگوں کا اور تمام پاکستانیوں کا اس پر حق ہے۔ جو شخص پاکستانی ہے، جب اس کی advertisement آئے گی، وہ اس کے لیے apply کرے۔ اگر وہ criteria پر پورا اترتا ہے تو اس کو consider کیا جائے گا۔

اس کی powers and responsibilities کی بات ہوئی۔ میں نے جس طرح کہا کہ counter terrorism اور internal security issues کے حوالے ہو گی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد law & order and security situation صوبائی معاملات ہیں لیکن ان کی further augmentation کے لیے یہ ضروری ہے۔ دیکھیں law and order آپ کا صوبائی معاملہ ہے۔

(مداخلت)

بیرسٹر عقیل ملک: صوبے کا بھی وزیر قانون ہوتا ہے۔ .I know very well what FC is

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایمل صاحب! جب منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں تو اخلاقی طور پر cross question نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے اس پر بات کرنی ہے اور ہدایت بھی دینی ہے۔ اگر آپ تھوڑا صبر کر لیں تو مہربانی ہو گی۔

بیرسٹر عقیل ملک: میں نے اس کے salient features تو آپ کو بتادیے، اس کی responsibilities بھی بتادیں۔ جتنے بھی personnel, assets, liabilities, rules & regulations جو کہ 1915 سے ہیں، وہ اسی طرح seamlessly carry over کریں گے۔ Of course, disruption will be minimised. اس کی جو capacity upgrade کی گئی ہے، یہ اس حوالے سے ہے۔ ظاہری بات ہے، اس تمام تر معاملے پر چہ میگوئیاں کی جارہی ہیں کہ شاید وفاق نے اسے اپنے ماتحت کرلیا ہے۔ اس طرح کا معاملہ نہیں ہے۔ تفصیلاً تمام تر صورت حال بیان کردی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: باجوڑ میں ایک عالم دین مولانا خان زیب صاحب کے حوالے سے آپ نے بات کی ہے؟

بیرسٹر عقیل ملک: بالکل، وہ ایک بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ ہم نے تو through and through کہا ہے۔ آپ اگر پختونخوا کی counter terrorism کے حوالے سے capacity building کی بات کریں تو وہاں پر بالکل، shortfalls ہیں۔ معزز رکن اس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی نمائندگی کررہے ہیں لیکن ظاہر بات ہے کہ وہاں پر security issues, persist کررہے ہیں۔ ہم گاہے بگاہے various intelligence sharing mechanism کے ذریعے اور اس کے علاوہ بھی ان سے رابطے میں ہیں لیکن یہ صوبے کی ذمہ داری بھی تو بنتی ہے۔ اب اگر آپ کہیں کہ ہر جگہ فوج assistance کے لیے آجائے یا وہ تمام تر معاملے کو دیکھے تو ایسے بھی تو نہیں ہونا چاہیے۔ صوبے کی اپنی law and order capacity کہاں exist کررہی ہے؟

(مداخلت)

Barrister Aqeel Malik: Mr. Chairman, I take an exception to the comment that has been made by the honourable Member and that should be expunged because obviously, I have been kind enough to be here, to answer in my capacity, based on my understanding.

(Interruption)

بیرسٹر عقیل ملک: ڈپٹی چیئرمین صاحب! انہوں نے FC کا issue اٹھایا، میں نے اس حوالے سے ان کو بتادیا۔ دیگر اگر کوئی بات ہے تو وہ سوال پوچھ سکتے ہیں، properly توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروائیں، بالکل ان کو جواب دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ہم اس مسئلے کو حل کی طرف لے جاتے ہیں۔ پہلی بات، وفاق میں بھی وزارت داخلہ ہے، چاروں صوبوں میں بھی ہے جسے Home Department کہا جاتا ہے۔ دوسری بات، آپ نے چونکہ ایک چیز لکھی ہوئی لائی ہے، جمعہ کے دن ہماری آفس کو ہدایت ہوگی کہ وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب کو بھی بلایا جائے۔ اس کے علاوہ یہ بات ہے کہ جب تک کسی کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو، کسی ادارے کا نام لینا مناسب نہیں ہے۔ یہ سیاسی مقصد کے لیے تو ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی ثبوت ہو تو اس کا نام بھی لیا جائے تاکہ پھر یہاں Chair حکومتوں کو ہدایت بھی دی جاسکے۔ بہر حال، ایمل صاحب کے پاس ایک خط ہے اور قانونی حوالے سے چونکہ آپ بیرسٹر ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ آپ وزیر اعظم سے اس حوالے سے بات کریں۔ (جاری۔۔۔۔T16)

T16-15July2025 Abdul Razique/Ed: Mubashir 06:40 p.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین: --(جاری)-- اس میں کوئی قباحت نہیں کہ آپ وزیر اعظم سے اس حوالے سے بات کریں۔ اگر کوئی judicial commission بنتا ہے تو کوئی قباحت نہیں ہے، وہ ضرور بننا چاہیے۔ جی عقیل ملک صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جناب! یہ بتا دیجیے کہ اگر مجھے خط دیا جاتا ہے تو میں receive کرلوں گا اور پھر honourable Prime Minister کو pass on کردوں گا ورنہ وہ خود دے دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ایمل ولی خان! آپ پچھلے دنوں میں Prime Minister سے ملے بھی ہیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جی ملے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جی ہم کچھ اور معاملے کے حوالے سے ملے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو آپ نے ان معاملات کے لیے انہیں کچھ لکھ کر دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، وہ بیچارے نہیں ہیں۔ وہ ملک کے منتخب وزیر اعظم ہیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: اگر سینیٹر صاحب وزیر اعظم صاحب کو خود یہ خط دینا چاہتے ہیں تو انتہائی مناسب ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ وزیراعظم صاحب کو ایمل صاحب کا پیغام ضرور پہنچادیں کہ وہ اس حوالے سے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایمل ولی صاحب! FC والے معاملے پر جب Friday کے دن اگلی sitting ہوگی تو اس پر ضرور بات کریں گے، انشاء اللہ۔ جی سینیٹر ندیم احمد بھٹو۔

Point of Public Importance raised by Senator Nadeem Bhutto regarding recent flash floods and efforts to manage climate change impacts

Senator Nadeem Ahmed Bhutto

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: شکریہ، جناب چیئرمین! میں اپنے محترم بھائی سینیٹر ایمل ولی صاحب کی بات میں اپنی بات شامل کروں گا۔ حالیہ مہینے میں دریائے سوات میں جو سانحہ پیش آیا، میں اس حوالے سے یہ بات کروں گا کہ ملک میں معیشت، غربت اور بے روزگاری کے بعد جو تیسرا بڑا مسئلہ ہے، وہ ماحولیاتی تبدیلی کا ہے۔ ہر سال یہ طوفانی بارشیں ہوں گی۔ ہر سال cloud burst ہوں گے۔ ہر سال temperature میں اضافہ ہوگا۔ ہر سال glaciers تیزی سے پگھلتے رہیں گے اور ہر سال cyclones آتے رہیں گے۔ ہر سال پنجاب اور سندھ میں smog کہیں یا fog یہ ہوتی رہے گی۔ یہ پاکستان کا تیسرا بڑا مسئلہ ہے لیکن ہم اس شدت کے ساتھ اس پر توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ میں اپنی بات دریائے سوات پر جو سانحہ ہوا ہے، اس پر کرنا چاہتا ہوں۔ ہر سال monsoon season میں مختلف حادثات ہوتے ہیں جن میں درجنوں لوگ اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں اور سینکڑوں لوگ زخمی ہوتے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے حکومت وقت سے یہ التجا ہے کہ یقیناً climate change کی Ministry بنی ہوئی ہے اور اس پر کام بھی ہو رہا ہے لیکن گزارش اتنی ہے کہ climate change پر آپ کو مزید تیزی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ مسئلہ خیبر پختونخوا کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ بلوچستان، سندھ یا پنجاب کا نہیں ہے۔ یہ گلگت بلتستان یا کشمیر کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے آنے والی نسلوں کا مسئلہ ہے۔ ملک میں تیزی سے جو climate change ہو رہا ہے، گرمی کی جو duration ہے، وہ مستقل بڑھ رہی ہے۔ ملک میں پہلے چار مہینے سردیاں رہتی تھیں۔ اب سردی کا جو season ہے، وہ سکڑ کر کوئی ڈیڑھ سے دو مہینے ہوگیا ہے اور تقریباً 10 مہینے ملک میں گرمی کا موسم رہتا ہے۔ یہ ایک alarming situation ہے۔ ہمیں اس کا اندازہ اب نہیں ہو رہا۔ آپ دنیا کے وہ ممالک دیکھیں جو

climate change کے نقصانات بھگت رہے ہیں۔آپ یورپ دیکھیں۔ جرمنی، China اور مختلف ملکوں میں جس شدت کے ساتھ بارشیں ہو رہی ہیں۔

جناب! پچھلے 100 سال میں یہ کبھی نہیں سنا تھا کہ cloud burst بھی کوئی چیز ہے۔کل حیدرآباد میں 45 منٹ میں 107 ملی میٹر بارش ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کبھی یہ نہیں ہوا تھا کہ جو بارش 24 گھنٹوں میں ہونی تھی، وہ 45 منٹ میں ہوگئی۔ یقیناً اس کے نقصانات ہیں۔ Urban flooding ہورہی ہے۔ Infrastructure تباہ ہورہا ہے۔ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں جب بھی cloud burst ہوتا ہے تو پورا infrastructure پلیں اور روڈ سب تباہ ہو جاتی ہیں۔ قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو موسمیاتی تبدیلی کی وزارت ہے،اسے چاروں صوبوں کے ساتھ مل کے اس پر کام کرنا چاہیے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔جی سینیٹر ضمیر حسین گھمرو۔

Senator Zamir Hussain Ghumro

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: شکریہ، جناب چیئرمین! میں یہ باتیں آگے بڑھاؤں گا کہ خیبر پختونخوا صوبے میں جو terrorism ہے یا climate change کی وجہ سے جو Swat incident ہوا ہے یا ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں policing discuss ہو رہی تھی۔ Policing is a provincial subject. صوبے میں Federal forces تب جاتی ہیں جب انہیں Provincial Government بلاتی ہے اور اسے Provincial Assembly ان کا مدعا approve کرتی ہے جیسے ہمارے ہاں رینجرز ہے یا دوسرے صوبوں میں دوسرے فورسز ہیں۔ Basically, Federal forces جب کسی علاقے میں جاتی ہیں تو وہاں پھر law and order کی ذمہ داری ان کی بنتی ہے۔ باجوڑ میں بڑا افسوسناک واقع ہوا ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی terrorism کا شکار رہی ہیں اور ہمارے خلاف بہت terrorism ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں سینیٹر ایمل ولی خان کی جو reservations ہیں، وہ بالکل جائز ہیں اور Federal Government responsible ہے کیونکہ وہاں Federal forces in ہیں اور operation کر رہے ہیں۔اگر اس حوالے سے Prime Minister کو خط لکھا جاتا ہے تو انہیں بالکل اس کا تدارک کرنا چاہیے۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ منسٹر صاحب کو انہیں مطمئن بھی کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری آفس کو یہ بھی ہدایت ہے خیبرپختونخوا میں جو باجوڑ کا واقعہ ہوا، وہ صوبے کے Chief Secretary, IG اور جو دیگر authorities ہیں، ان کے ذمہ داران سے اس حوالے سے مفصل رپورٹ منگوائی جائے۔ ایمل ولی صاحب ! اس کے بعد بھی آپ نے کچھ کہنا ہے؟

سینیٹر ایمل ولی خان: میں آپ کی بات میں add کروں گا کہ صوبائی اسمبلی کے معزز اراکین، وزیر اعلیٰ، گورنر اور IG کسی نے بھی اس حوالے سے غم خواری نہیں کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب ان سے House of the Federation پوچھے گا۔ اب ان سے سینیٹ پوچھے گا۔ اس حوالے سے بھی رپورٹ منگوائی جائے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بیرسٹر عقیل ملک۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: شکریہ، جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب۔ بالکل اس معاملے پر ان کی reservation بجا ہیں اور آپ نے بھی بالکل احسن اقدام اٹھایا کہ ان سے بھی جواب طلبی ہو کیونکہ یہ ان کی بھی ذمہ داری بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بڑی ذمہ داری تو ان کی بنتی ہے۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: اس تمام معاملے میں بالکل بڑی ذمہ داری ان کی ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ ایمل ولی صاحب نے یہ public importance کا issue اٹھایا۔ یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے جس پر انتہائی تشویش کی جاتی ہے۔ ایک دل خراش واقعہ ہے۔ کسی بھی سیاسی جماعت یا اس کے کارکن کو just because of the political affiliation or because of the fact کہ وہ ایک political worker ہے، اسے single handedly target نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں پر دوسری بات honourable Senator Nadeem Ahmed Bhutto نے climate change کی حوالے سے بات کی۔ میں ان کی بات کو address کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اس حوالے سے mitigation and adaptation کے بڑے احسن اقدامات اٹھائے ہیں۔ جو Provincial ministries ہیں، وہ ان کے ساتھ باقاعدہ طور پر in contact and

coordination میں ہیں اور ایک liaison قائم رکھے ہوئے ہیں۔ سینیٹر صاحب نے ایک real issue بتایا ہے کہ cloud burst ہوگیا یا ایک الگ سی climate کی فضا بن گئی۔ Climate change in real terms دنیا پوری میں دیکھا جا رہا ہے اور پاکستان میں ہم نے یہاں اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے شہر اقتدار میں بیٹھے ہوئے بھی یہ دیکھا کہ بے موسمی بارشیں اور ژالہ باری ہوئی اور جس طرح کا نقصان ہوا۔ یہ تمام واقعتاً serious issues ہیں۔ ہم انہیں ministerial level پر address بھی کررہے ہیں۔ Ministry of Climate Change کو اپنے طور پر جو، جو اقدامات اٹھانے چاہیے whether that is plantation, mitigation or adaptation وہ یہ سب اٹھائے ہیں اور اٹھار بھی رہی ہے۔ یہ بالکل اٹھانے بھی چاہیے اور جو Provincial ministries of climate change ہیں، ان کے ساتھ close coordination بھی رکھے ہوئے ہیں۔ I hope that address the question. شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر دنیش کمار۔

Point of Public Importance raised by Senator Danesh Kumar regarding public health issues in terms of no following the International best practice

سینیٹر دنیش کمار: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک اہم point of public importance کی طرف مبذول کرانا چاہ رہا ہوں۔ پورے ملک میں health issue کے حوالے سے اور جیسے ابھی state Minister on Law and Justice بیٹھے ہیں، میں ان سے امید کروں گا کہ اگر ہمارے قانون میں اس حوالے سے کوئی خامی ہے تو اس کو بھی وہ درست کر لیں اور برائے مہربانی یہ نہ کہیے گا کہ 18th Amendment کے بعد health صوبے کا ہے کیونکہ health کی وزارت یہاں پر بھی ہے۔ میرے بہت اچھے دوست doctors, surgeons and health professionals ہیں۔ کافی اچھے دوست ہیں اور میری اپنی فیملی میں cousins بھی ڈاکٹر ہیں، میں ان سے معذرت کرتا ہوں مگر ایک حقیقت ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کیونکہ آپ son of the soil ہیں اور کوئٹہ سے ہیں اور پورے ملک کا آپ کو بھی پتا ہوگا۔ جیسے ڈاکٹر کو مسیحا کہا گیا ہے، بہت سے ایسے ڈاکٹر ہوں گے جو میں کہتا ہوں کہ مسیحا ہوں گے مگر ہمارے یہاں پاکستان میں ڈاکٹروں نے قصابوں کا کام شروع کردیا ہے۔ آپ یقین جانیں کہ جب بھی کوئی patient جاتا ہے، اسے دوائیوں کی ایک اتنی لمبی چوڑی لسٹ لکھ کر دیتے ہیں۔

(جاری۔۔T17)

سینیٹر دنیش کمار: (جاری۔۔۔۔) جیسے doctors کو مسیحا کہا گیا ہے مگر ہمارے یہاں پاکستان میں ڈاکٹروں نے قصابوں کا کام شروع کر دیا ہے۔ جناب! آپ یقین جانیں کوئی بھی patient جاتا ہے تو اتنی لمبی چوڑی دوائیں لکھ کر دیتے ہیں، کیوں؟ میرے بھی medical stores ہیں، میرے رشتے داروں کے medical stores ہیں، میں بھی اس گناہ میں برابر کا شریک ہوں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں، میں پہلے اپنی طرف لیتا ہوں کہ مجبور ہیں medical stores والے بھی doctors کا باقاعدہ۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر ان کے لیے کوئی سزا تجویز ہوتی ہے تو آپ اس میں شامل ہیں، آپ کا نام اس میں۔۔۔

سینیٹر دنیش کمار: میں complete کروں گا، تجویز بھی دوں گا، پہلے میں بتاؤں تو صحیح جناب ظلم کیا ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی !please

سینیٹر دنیش کمار: جناب! یہ میں کیوں بتا رہا ہوں، یہ میں آپ کو اسلام کی بات بتا رہا ہوں۔ اسلام میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی خرابی ہو رہی ہو تو اس کے خلاف جہاد کرو، جہاد نہیں کر سکتے ہو تو اس کی ملامت کرو اور اگر ملامت نہیں کر سکتے تو دل میں اس کو برا بھلا کہو۔ میں اسلام کے حوالے سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم بیٹھے ہوئے ہیں، اس ظلم کے خلاف اگر ہم آواز نہیں اٹھائیں گے ان قصابوں کے خلاف آواز نہیں اٹھائیں گے تو روز قیامت، ہماری غیر مسلموں کی تو پکڑ نہیں ہوگی، ہم تو ویسے ہی دوزخی ہیں آپ لوگوں کی گردن پکڑی جائے گی۔ ٹھیک ہے جناب! میں آپ کو بتاؤں ڈاکٹروں نے قصابوں کا کام شروع کیا ہوا ہے، medical stores والوں کے ساتھ بھتا fix ہے کہ ہم فلاں پرچی بھیجیں گے patient کے ساتھ تو اس کی اتنی fix commission ہوگی اور دوائیاں غیر معیاری دوائیاں ہیں حالانکہ International Standard ہے کہ ایک patient کو آپ تین دوائیوں سے زیادہ نہیں لکھ سکتے۔ مگر ادھر لمبی چوڑی دوائیاں لکھ کر دے دیتے ہیں تاکہ ان کی commission بنے۔

جناب! اسی طرح سے ہماری جو بیچاری عورتیں ہیں، pregnant ہوتی ہیں، آپ دیکھیں جب بھی hospital جاتی ہیں ان کو کہتے ہیں کہ caesarean سے آپ کا بچہ ہوگا۔ یہ پہلے زمانے میں caesarean کہاں تھا صرف اور صرف اسی وجہ سے کہ ان سے پیسے کمائے جا سکیں۔ یہ ظلم ہے، یہ ظلم کی انتہا ہے۔ آپ اسی طرح سے laboratories میں جائیں، آپ کو CT scan لکھ کر دیں گے، CT scan کا خرچہ تین سو سے چار سو روپے کا بھی نہیں ہے مگر وہ آپ سے دو ہزار سے تین ہزار لیتے ہیں۔ میرے رشتے دار بھی

ہیں جن کا مجھے پتہ ہے، وہ آدھی قیمت اس doctor کو دیتے ہیں جس نے CT scan لکھا ہو یا جس نے ultrasound لکھا ہو مگر یہاں پر کسی قسم کا کوئی قانون نہیں ہے کہ ان جیسے درندوں کو پکڑا جائے۔

جناب! آپ کو ایک اہم انکشاف کر رہا ہوں، یہ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں، میں آپ کو on the floor اور اپنے بھگوت گیتا پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کتنے doctors ہیں جن کو یہ ادویات company والے غیر ملکی tour دیتے ہیں کہ آپ مریضوں کو قصاب کی طرح کاٹیں ہم آپ کو گھومنے کے لیے tour دیں گے۔ یہ آپ FIA سے پتہ کر لیں کہ کتنے doctors وہاں جاتے ہیں مگر بولنے والا کوئی نہیں ہے۔ ہم بیٹھے اس air-conditioned ماحول میں پتہ نہیں کیا کیا۔۔۔ یہ آپ جا کر غریبوں سے پوچھیں جو مزدوری کر کے آتے ہیں مگر ان کے ساتھ اس طرح سے ظلم ہو رہا ہے، اس ظلم پر اگر ہم خاموش رہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لیے قابل ملامت ہے۔ جناب! اس پر کسی قسم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ میں آپ کو واقعہ سناتا ہوں، ابھی میں Europe گیا تھا میرا اپنا رشتہ دار وہاں Europe میں ڈاکٹر ہے، میں نے کہا حال احوال دیں کہ Europe میں کس طرح سے ہے؟ تو کہتا ہے کہ جناب یہاں تو ہم Europe میں ڈر ڈر کر practice کرتے ہیں کہ خدا نخواستہ کوئی غلط دوا چلی گئی تو ہم پر Sue ہوگا۔ پاکستان زندہ باد! ہمارے ہاتھوں سے اگر کوئی مرتا ہے تب بھی کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب! یہ حقیقت ہے، میں آپ کو حقیقت بیان کر رہا ہوں آپ جائیں، دیکھیں کتنے ہمارے patients ذلیل و خوار ہوتے ہیں، مگر کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہماری authorities ایسے آرام سے سوئی ہوئی ہیں۔ جب بھی ہم کہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جی یہ صوبے کا مسئلہ ہے وفاق کا۔ یہ بھائی پاکستان کا مسئلہ ہے پاکستانی عوام کا مسئلہ ہے اور میں آپ کو بتاؤں، یہاں پر anti-biotic دوائیوں پر اتنا عادی کیا ہوا ہے کہ بچے کو بھی اگر نزلہ زکام ہوتا ہے تو اسے بھی anti-biotic دی جاتی ہے۔ آپ Europe جائیں آپ کو anti-biotic کبھی بھی نہیں ملے گی۔ ہماری آنے والی نسلوں کو برباد کر رہے ہیں، ہماری جو بیچاری خواتین ہیں ان کے پیٹ چیر کر اس طرح سے کر رہے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس پر آپ action لیں اور یہ Standing Committee میں بھیجیں تاکہ ہم ان جرائم پیشہ ہیں ان کے خلاف کوئی کاروائی کر سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ، جی بیرسٹر صاحب۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): بہت شکریہ جناب ڈپٹی چیئرمین، اس میں بالکل یہ public importance کا issue ہے، Health Ministry سے related ہے اور اس میں میں دوبارہ یہی کہوں گا کیونکہ آپ نے

قانون کی بات کی تو جو regulations ہیں یا جو قوانین ہیں جو ڈاکٹرز کی enrollment یا ان کے profession کو جو regulate کرتے ہیں وہ تو exist کر رہے ہیں ان کی regulatory bodies بھی ہیں۔ لیکن again Provincial Health Ministries ہیں وہ honorable member Senator Danesh Kumar نے جو بات کی وہ بالکل ٹھیک کی ہے، provincial subject ہے Provincial Health minister's بھی ہیں، جو وہاں پر ان کی policies ہیں اپنے صوبے کے حوالے سے within the health Ministry or health sector کے اندر وہ لوگ کیا implement کرتے ہیں، وہ کس طرح ان پر checks and balances رکھ رہے ہیں وہ تمام تر provincial ہے۔ لیکن اگر کوئی specific case ہے کیونکہ آپ نے ایک دو specific cases کی باتیں کیں تو specific cases کے تو

I am not privy to…

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کا point بہت important ہے، اس کو Health Committee کو refer کر دیں۔

جناب بیرسٹر عقیل ملک: Point بالکل important ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ Standing Committee on Health کو refer کریں تاکہ اگر کوئی specific case ہے وہ بھی اس committee میں take up ہو جائے اور اگر کوئی shortfall ہے in terms of not following the International best practices or mechanism, کہ جو بین الاقوامی طرز پر جو practices ہوتی ہیں، جو ڈاکٹرز کو ensure کرنی چاہیں، وہ اگر follow نہیں ہو رہیں تو وہ بھی address ہو جائیں۔

بالکل caesarean birth ایک issue ہے۔ سننے میں تو عام فہم میں یہی آتا ہے کہ ہر دوسری خاتون کو یہی suggest کیا جاتا ہے کہ آپ caesarean کے through کریں۔ غالباً سنی سنائی بات ہے، اب اس میں میں تصدیق کے ساتھ یا کسی conviction کے ساتھ تو آپ کو نہیں بتا سکتا لیکن جو hospitals میں سنی سنائی باتیں ہیں and being a father myself of course of two children. میں بتا سکتا ہوں کہ باہر کے ملکوں میں تو بالکل یہ بات ہوتی ہے کہ normal, natural birth کو prefer کیا جاتا ہے، یہاں پر caesarean کو promote بھی کیا جاتا ہے۔ تو یہ بات ہے کہ یہ by consent ہوتا ہے لیکن حاملہ خاتون سے consent form sign کروایا جاتا ہے اور اس کے شوہر سے یا اس کا جو بھی والد یا والدہ ہو، جو بھی اس کا guardian ہو اس کے ساتھ اس کو بتایا جاتا ہے کہ اگر آپ کو اعتراض نہیں ہے اور at your own risk یہ ہم

اس میں کریں گے تو وہ فارم ہر ہسپتال میں چاہے وہ government hospital ہو یا private hospital ہو وہاں پر یہ practice آتی ہے۔

جس طرح آپ نے بات کی ڈاکٹرز کے tours کے اوپر تو بالکل میری knowledge میں تو نہیں ہے کہ کوئی ایسا issue ہے، لیکن اگر ان کو medicine کی promotion کے اوپر کوئی ایسی بات ہے تو بالکل اس کو کمیٹی میں کوئی specific case اگر آپ کی knowledge میں ہے تو اس کو کمیٹی کو کیونکہ ڈپٹی چیئرمین صاحب نے refer کر دیا اس کو کمیٹی میں وہ specific case اگر caesarean کا ہو، اگر ڈاکٹر over prescribe کر رہا ہے medication وہ ہو یا اس کے ساتھ کسی specific pharmaceutical company کو advantage دینے کے لیے یا اس کی medicine کو promote کرنے کے لیے اگر ڈاکٹر کو کوئی foreign tour یا کوئی kickbacks یا کوئی advantage مل رہا ہے تو ضرور اس کے اوپر کریں۔ Health Minister یہاں پر موجود تھے، جی honorable member نے اور آپ نے یہ اٹھایا ہے، تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو تو committee کو refer کر دیا ہے otherwise اس پر Health Minister آ کر assist کر دیں گے، اگر اس میں کوئی specific تمام تر معاملات ہوں، thank you..

جناب ڈپٹی چیئرمین: Mic کھول دیں۔

سینیٹر دنیش کمار: آپ نے بھی تصدیق کر دی، اس طرح کے ہزاروں case ہیں۔ FIA سے آپ لے سکتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ یہ ساری چیزیں پھر کمیٹی کی سامنے raise کریں شکریہ۔ Public importance کے بارے میں پرویز رشید صاحب آپ کوئی بات نہیں کریں گے؟ دل چاہ رہا تھا آپ کی بات سننے کے لیے، ماشاء اللہ۔ شکریہ جی، یہ میرے فرائض میں اور قانون میں شامل ہے جس چیز کا ہم نے حلف لیا ہے، oath لیا۔ ہم اس ایوان کو ان شاء اللہ Rule of Law کے تحت چلائیں گے۔ اب میں ایوان کی کاروائی بروز جمعہ 18 جولائی، 2025 دن 10:30 بجے تک ملتوی کرتا ہوں، بہت شکریہ۔

(*The House was then adjourned to meet again on Friday the 18th July, 2025 at 10:30 a.m*)